



فدک اور عدالت صحابه

تالیف: منعمت علی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فدک اور عدالت صحابہ

تالیف: عظمت علی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :	فدک اور عدالت صحابہ
تالیف :	عقلمت علی
طباعت :	یاراول
سال طباعت :	نومبر ۲۰۲۴ء
تعداد :	پانچ سو (۵۰۰)
قیمت :	تیس (۳۰) روپے

ناشر
مقصد حسینی، لکھنؤ

فہرست

۷	پیش لفظ
۹	مقدمہ
۱۰	فدک
۱۰	فدک اسلام سے پہلے اور بعد
۱۳	فدک، حضرت فاطمہ <small>ؓ</small> کی ملکیت
۱۵	فاطمہ <small>ؓ</small> زہرا کو فدک ہبہ کرنے کے اسباب
۱۷	فدک اور خلیفہ اول
۲۱	حضرت فاطمہ <small>ؓ</small> زہرا اور حاکم وقت
۲۳	گند شہ عمارت کا تجزیہ
۲۳	آیہ تطہیر
۲۵	آیہ مہابہ
۲۷	اسماء بنت عمیس

۲۷	امام حسن
۲۹	آیات میراث
۳۱	قول و فعل میں تشاد...!
۳۳	اصل حقیقت کا انکار
۳۳	لوہ قاریہ!
۳۴	خطبہ فدک
۴۱	ترجمہ
۵۳	خطبہ فدک اور شیخین
۵۷	خلیفہ اول کی شاطرانہ چال
۵۹	ام سلمہ کی حمایت
۶۱	فدک غصب کرنے کے اسباب
۶۳	خاتمہ

پیش لفظ

جنگ خیبر سے پہلے فدک یہودیوں کی ملکیت تھی لیکن خیبر کی عظیم فتح نے ان پر اپنا رعب و دبدبہ ڈالا جس کے باعث انہوں نے اس کی نصف آراضی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا جو خالص پیغمبر کا سرمایہ قرار پایا۔ قرآن مجید میں اس بات کی جانب واضح اشارہ موجود ہے، آپ نے اسے اپنی اکلوتی دختر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو ہبہ کر دیا۔

اس سلسلہ میں بعض حضرات کا نظر یہ ہے کہ فدک آنحضرت کی ملکیت ضرور ہے لیکن آپ نے جو کچھ بھی چھوڑا وہ صدقہ ہے، کسی کی ذاتی جائداد نہیں جبکہ یہ تاریخی گمراہی ہے۔ بہر کیف، اس قسم کے مختلف سوالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کتابچہ کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے تاکہ مذکورہ دعوؤں کو محکم دلائل سے ثابت کیا جاسکے۔ قرآنی آیات، مستحکم احادیث اور تجزیاتی پہلو کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ کتابچہ کی آمادگی میں دیگر زبانوں کے مطالب کو اردو قالب میں منتقل کرنے کی کوشش ہے۔ لہذا، حقیر کی کم علمی کے باعث اگر کہیں خامی موجود ہو تو اسے نشاندہی فرمائیں۔

آخر میں شکر گزار ہوں عالی جناب مولانا رضا حسین صاحب رضوی (صدر ادارہ مقصد حسینی) اور مولانا سمین حیدر رضوی صاحب کا جنہوں نے کتاب کی آمادگی میں ہماری استعانت فرمائی۔

مقدمہ

تاریخ بشر گواہ ہے کہ دنیا آباد ہوتے ہی حقدار کو حق سے محروم کیا گیا اور بھائی، بھائی کا قاتل بن گیا، خونی رشتے اپنوں کے خون سے رنگین ہو گئے، انسانیت بغض و حسد کی آگ میں جھلنے لگی اور پھر شیطانی گماشتوں نے اس راہ میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔

ان کے اس گھٹونے عمل نے انسانیت کی تمام حدود کو پار کر دیا اور یوں عداوت و دشمنی کی روایت چل پڑی، اب جو چلی سو چلتی ہی رہی... یہاں تک کہ رحمت اللعالمین کے وجود بابرکت سے فتنہ و فساد کے قلعے اکھڑنا شروع ہو گئے اور گلستان انسانیت میں بہار آنے لگی۔

آپ کے کردار نے عرب بدوؤں کو شیخ اسلام کا پروانہ بنا دیا۔ وہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہوتے گئے مگر... تاریخ نے ایک بار پھر گردش کی جو صرف بانی مسلمان ہوئے تھے اور دین اسلام کو اپنے مفادات کی خاطر قبول کیا تھا، جیسے ہی رسول اسلام کی رحلت ہوئی، انہوں نے یکسر سارا اسلام بھلا دیا۔

آپ کے خاندان پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ خانہ وحی پر آگ لگا دی... اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی فدک جیسی عظیم ملکیت پر خلافتی اثر دھمے کنڈلی مار کے پیشے ہوئے۔

فدک

فدک کے سلسلے میں اہل شت کے مختلف اقوال پائے جاتے ہیں۔

کتکب «مقاموس» کے مطابق: «فدک خیبر کے علاقہ میں ایک قریہ فانا تھا»۔

صاحب «مصابیح» کا کہنا ہے کہ فدک ایک شہر ہے جو مدینہ سے ۱۵ روز کے فاصلہ پر تھا۔ خیبر اور اس کے درمیان ایک منزل سے کم کا فاصلہ تھا اور اللہ نے اسے اپنے نبی کو عطا کیا تھا۔ حموی نے معجم الہمدان میں لکھا ہے کہ فدک حجاز کا ایک قریہ تھا۔ مدینہ ۱۱ روز اس سے درمیان دور روز کا فاصلہ تھا اور بعض کے قوس کے مطابق تیس روز کا۔

لسان العرب کے مطابق: فدک سعودی عرب کے شمال میں خیبر نامی مقام پر مدینہ سے تیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حجاز کا ایک ستارہ تھا جس میں پانی کے چشمے اور کھجور کے درخت ہیں۔^{۱۲}

جعفر سبحانی تحریر کرتے ہیں کہ: یہ آباد سر زمین مدینہ سے تقریباً ۱۴۰ کلومیٹر پر تھی۔^{۱۳} ابن ابی الحدید معتزلی لکھتے ہیں: اس علاقہ میں چھٹی صدی ہجری تک کوفہ کے درخت خرما کی تعداد کے برابر اس میں کھجور کے درخت موجود تھے۔^{۱۴}

فدک اسلام سے پہلے اور بعد

فدک ظہور اسلام سے پہلے یہودیوں کے دست قدرت میں تھا لیکن اللہ نے اپنے محبوب اور آخری رسول کو خیبر میں فتح و کامرانی سے نواز تو ان کے دیوں میں رعب و دبدبہ طاری ہو گیا اور انہوں نے فدک کا آدھا حصہ آپ کو دے دیا۔

ساتویں ہجری میں خیبر کے یہودیوں کی عہد شکنی کی وجہ سے پیغمبر سلامؐ نے مسلمانوں کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں نے خیبر کے سات قلعوں کا محاصرہ کر لیا اور اس کے کچھ قلعوں کو

۱۲۔ فاضل الزحران: محمد بن الحنفیہ، مدارج النبوة، قلم قرآنی، ص ۲۰۶، طباعت مسجد نبوت، بہتان

۱۳۔ ص ۱۱۰، جلد ۲، صفحہ ۴۴

۱۴۔ مدارج النبوة، ج ۲، ص ۱۱۰، جلد ۲، صفحہ ۴۴، طبع سازان چاپ و اشاعت، دار الفکر، دمشق، لبنان

۱۵۔ شرح صحیح البخاری، ج ۱، ص ۱۰۹، صفحہ ۴۴، طبع: مطبعہ

بھی فتح کر لیا۔ دو قلعے باقی تھے کہ اس میں رہنے والوں نے یہاں طلب کی اور آپ نے انہیں امان دیدی۔ وہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے اور اپنے تمام مال و دولت، گھروں، رکیت مسلمانوں کے اختیار میں دیدیا اور خود شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

یہ عظیم فتح فدک کے یہودیوں کے خوف کا سبب بنی۔ یہ خبر خدا نے ان لوگوں کی طرف ایک شخص کو دعوت و سلام کے لئے بھیجا لیکن وہ لوگ مسلمان نہ ہوئے اور بغیر کسی جنگ و جدال کے فدک کی نصف آراضی آپ کے حوالہ کر دی۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَتًی اَوْ جَفْنَةً عَلَیْهِمْ مِنْ خَبِیْثٍ وَلَا رِجَابَ وَلَٰكِنَّ

اللّٰهَ یُسَبِّطُ رُسُلَهُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

۱۱۔ خدا نے جو چاہے ان کی طرف سے مال غنیمت، اپنے رسول کو دیا ہے۔ جس کے لئے گھوڑے یا اونٹ کے ذریعہ کوئی دُرُودھو پ نہیں کی ہے۔ لیکن اللہ اپنے رسول کو غنہ عنایت کرتا ہے۔ اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔^{۱۱}

سید شرف الدین فرماتے ہیں: جب اللہ نے خاتم المرسلین کو خیر کے قلعوں پر فتح عنایت کی تو اس نے اہل فدک کے دلوں میں رعب و دہدہ ڈال دیا۔ پس ان لوگوں نے آدمی زمین پر صبح کر دی اور سی پر راضی ہو گئے۔ نصف مال رسول اکرم کا ہو گیا۔ اس لئے کہ اس کی خاطر مسلمانوں نے گھوڑے یا اونٹ کے ذریعہ دُرُودھو پ نہیں کی۔ اس مسئلہ پر پوری امت کا اتفاق ہے۔^{۱۲} عبد الفتاح عبد المقصود کہتے ہیں: اصل اور حقیقی نظر یہ یہ ہے کہ فدک خالص رسول اللہ کی ملکیت تھی۔^{۱۳}

۱ سورہ فتح ۲

۱۲۔ ندب تالیف: ۲۰۰، یہ مؤرخین لڑائی صفحہ ۶، طبع دار الفکر، ۱۳۵۳ھ، ترجمہ: ابوالخدی، یہ احمد طبع اہدی جلد ۱۱ اور ۱۳۹۸ قمری

۱۳۔ طاہر الامام محمد تقی مصطفیٰ، مؤلفہ ناصر الدین علی باہر علی صفحہ ۴۲، طبع مؤسسہ مطبوعہ، المکتبۃ الاسلامیہ، دمشق ۱۴۰۰ھ

۱۴۔ طاہر الامام محمد تقی مصطفیٰ، مؤلفہ: احمد، جدول صفحہ ۱۳۹، طبع مؤسسہ مطبوعہ، المکتبۃ الاسلامیہ، دمشق ۱۴۰۰ھ

ابن امیر لکھتے ہیں: خیر مسلمانوں کا مال «فی» تھا اور فدک جہاں رسول اللہ کی ملکیت تھی۔ یہاں کہ اس کے لئے مسلمانوں نے گھوڑے یا اونٹ نہیں دوئے۔

فدک، حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ملکیت

تیت (تو ایڈا) (مُتَرَتِی) «دور مُتَرَتِی» (راہ) (والن) (تاتق) (وید) (بجئے)۔

جب ناز ہوئی تو اللہ کے حبیب نے باغِ ندرت، جنابِ عالمہ علیہ السلام کے حوالہ کر دیا۔
 خدا کو وہ مضمون کی تائید میں چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

[۱] ابو سعید خدری فرماتے ہیں: جب آیت نازل ہوئی تو رسول خدا نے فرمایا: اے ماطہ! اندک تمہاری ملکیت ہے۔ [۲]

[۲] علیہ سے روایت ہے کہ: جب یہ آیت «وَقُرْبَتِ دُرُودُ» کا حق دیدہ گئے «
 ناز ہوئی تو عیبر اسام نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو طیب فرمایا «وَقُرْبَتِ دُرُودُ»۔^{۶۱}

[۳] حضرت علیؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے فدک، جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا زہرا کو بخش دیا تھا۔^{۶۲}

1991-1992 11

[illegible][illegible]

شعبه اول بهر ۳ مقرر ۲۹۵ مقرر مرز (الطریق) الحشر للمجمع العلمی، علی امیت ۱۳۳۳ هـ ۲۰۱۲ ت

فاطمہ علیہ السلام زہرا کو فدک ہبہ کرنے کے اسباب

- [۱] آپ سرکارِ دو عالم کے نزدیک محبوب ترین فرد تھیں۔
- [۲] آپ کی ذاتِ مبارک اشموس کے طعنہ بتر کا جواب اور معذوقِ کوثری۔
- [۳] آپ دینِ سلام، رسولِ اسدِ م اور وحیِ سلام کی سرپا حلی و مددگار تھیں۔
- [۴] آپ کی عصمت و صداقت اور عفت و پاکدامنی کا صریح ذکر قرآن میں موجود ہے۔
- [۵] سرکارِ ختمی حرمت، اس بات کا علم رکھتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام کے حکومت کی باگ دوڑ سنبھالتے ہی مخالفت کے طوفانِ مہ پڑیں گے کیوں کہ آپ اسلامی جنگوں کے فاتح تھے ورسوے چند افراد کے کٹر کافروں کے گھرانے کی فردا آپ کی شمشیر سے واصل جہنم ہوئی تھی لہذا وہ آپ کے قتل کے درپے رہیں گے۔ مختصر نے جنابِ فاطمہ علیہ السلام زہرا کو فدک اس لئے عطا کیا تھا تاکہ آپ کی اقتصادیات میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ اس لئے کہ اس سے امتِ اسلامی کا اقتصاد وابستہ تھا۔

فدک اور خلیفہ اول

خلیفہ اول نے تمام حکومت سنبھالتے ہی سیاسی جال بچھادیا۔ فدک سے معزرت قاطعہ رضی اللہ عنہ زہر اسحاق اللہ علیہا کے کارمندوں پر ڈھل کر دیا۔ جب آپ کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ اب آپ کے پاس دو راہیں موجود تھیں۔

اوس: آپ اس حرکت کا جواب نہ دیتیں اور خاموشی اختیار کر لیتیں اور اپنے شرعی حقوق سے چشم پوشی کر کے اسے حلقہ نسیں کے حوالہ کر دیتیں کہ مجھے تو اس دیا کے مال و متاع کی کوئی ضرورت نہیں۔

دوم: آپ اپنے حقوق کی خاطر سرِ مکہ کو شش کریں اور بیات و رویت کا سہارا لے کر اپنے حق پر ہونے کو ثابت کریں۔

پہلی راہ کا انتخاب عقلی و شرعی اعتراضات سے خالی نہ تھا۔ چونکہ عقل و شریعت دونوں کا کہنا ہے کہ اپنے حق کا مطالبہ کرو۔ اسی بات کے پیش نظر آپ نے مطالبہ فدک کو ترجیح دی، جس کے چند سبب قابل ذکر ہیں۔

[۱] آپ خاندان عصمت و نبوت کی چشم و چراغ، حاندہ وحی کی پروردگار، امام المائتہ جنت کی عورتوں کی سرور و پرورے عالم کی خواتین کے لئے نمونہ عمل تھیں۔ اگر آپ اپنے حق کا مطالبہ نہ کرتیں تو سنیوں کی سب سے بڑی اور ان کو نمونہ قرار دیتی اور ال کا یہ عترت میں ہوتا کہ آپ نے حق کا مطالبہ کیوں نہیں کیا؟

[۲] اگر آپ خاموش رہ جائیں تو خلیفہ اس کی حکومت کو قانونی اور شرعی حیثیت حاصل ہو جائی۔

[۳] مطالبہ فدک کے مسئلے میں خاموشی اختیار کرنا یہی حقیقت مسلمین کی عاصیانہ جراتوں کو پروان چڑھانا۔

[۴] خلیفہ کے خلاف آواز حق بلند کرنا اس نے ضروری تھا تا کہ ظالم کے چہرے سے نقاب کشائی کی جاسکے۔

[۵] حاکم وقت کے خلاف خاموشی اختیار نہ کرنا اس نے بھی تھا تا کہ لوگوں پر سختی نہ کی جاسکے کہ یہ حکومت اسلامی قوانین کے تابع نہیں ہے۔

[۶] حکومت کے خلاف اپنا احتجاج درج کر کے خاموش بیٹھنا سادہ لوح عوام کے ذہن کو مضبوط بنا تھا کہ امت مسلمہ کا حاکم عادل نہیں ہے۔

[۷] اپنے حق کا مطالبہ کرنا اس نے بھی ضروری تھا تا کہ سماج و معاشرہ میں ظلم و ستم کا رواج قائم نہ ہونے پائے۔

[۸] خلیفہ کے عمل کا جواب اس لئے بھی ضروری تھا تا کہ لوگ جان جائیں کہ حاکم وقت، قوم کا مصلح نہیں ہے۔

[۹] اپنا شرعی حق اس لئے بھی طلب کرنا تھا تا کہ عوام و ناس پاس اور عہدہ پر ہمیں بلکہ سردار پر بھروسہ کرے۔

[۱۰] اپنی ذاتی ملکیت کا مطالبہ اس نے بھی تھا کیوں کہ ظلم کے خلاف خاموش رہنا بھی ظلم ہے۔

[۱۱] اپنی جائیداد کا مطالبہ کرنا عاقلانہ قدم ہے اور اس سے بے اعتنائی برتنا غیر معقول عمل ہے۔

[۱۲] اپنے شرعی حقوق کا مطالبہ کرنا اس نے بھی ضروری تھا تا کہ لوگوں کو بات کا علم ہو جائے کہ عدالت گھڑی چہار دیواری میں رہے وہاں قیدی نہیں ہے بلکہ وہ بھی سماج کا ایک حصہ ہے۔

مندرجہ بالا درک جیسے بہت سے سبب موجود تھے جو آپ کی حاسوش کو توڑے کا سبب بنے
اور آپ نے فداک کی ذاتی ملکیت پر حاسوش حق کرنا عقل و حرو کے بالکل خلاف سمجھا۔

حضرت فاطمہ علیہا السلام زہرا اور حاکم وقت

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پناحق لیے خلیفہ ہوں کے پاس گئیں " فرمایا: میرے بیٹے مجھے فدک پہ کیا تھا۔

ان حضرت نے جواب دیا: میں جانتا ہوں کہ آپ جھوٹ ہیں باتیں۔ پھر بھی آپ گواہ پیش کریں۔

آپ نے گواہی کے لئے حضرت امام علی علیہ السلام اور جناب مرہمیں کو پیش کیا۔
ابو بکر نے کہا: اے دختر پیغمبر! آپ کو تو معلوم ہے کہ گواہ ایک مرد اور دو عورت ہونی چاہئے۔

جب خلیفہ نے آپ کے گواہوں کی گواہی قبول نہ کی تو آپ حضرت امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام اور جناب اسماء بنت عیس کے ہمراہ گئیں۔ ایسے میں خلیفہ دروں کے معاندان کے پاس سوئے مسقطہ اور مخالطہ کے کوئی راہ نہ تھی، نہیوں نے کہا کہ علی آپ کے شوہر اور حسین فرزند ہیں۔ اس لیے ان کی گواہی قبول نہیں جائے گی چونکہ یہ اپنے ہی حق میں گواہی دیں گے۔

اسماء بنت عیس ایک زمانے تک جعفر بن ابی طالب کی زوجیت میں تھیں، اس لئے مہر و محبت کی بنا پر وہ بھی جی ہاشم کے حق میں ہی گواہی دیں گی۔

ام ایک غیر عرب ہیں در فصیح زبان نہیں ہو سکتیں۔ لہذا ان کی بھی گواہی قبول نہیں کی جاسکتی۔^۱

^۱ مولک تالیف آچہ، سید محمد حسین قادری، صفحہ ۲۳، ۱۸-۱۹، تاریخ ۱۳۵۲ھ، جمعہ درویش قادری، سید، المیزان، بیروت، ص ۱۱

گذشتہ عبارت کا تجزیہ

قانون عدالت یہ ہے کہ مدعی (جس نے کسی ملکیت کو ہذا حق ہوے کا دعویٰ کیا ہے) خود گواہ پیش کرے۔ جناب اب بکر کا حضرت فاطمہ علیہا السلام زہر سے گواہ طلب کرنا قانون عدالت کے خلاف تھا۔

میرالمومنین علیہ السلام درحسین علیہما السلام تہت تطہیر کی رو سے معصوم تھے ورنہ ان سے خدہ بینی و رعب و رکی کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا ہے۔ اہل میں آپ کی عصمت پر چند رائل پیش خدمت ہیں۔

آیہ تطہیر

جناب عائشہ فرماتی ہیں: ایک روز پیغمبر خداؐ اپنے شانے پر سیاہ اون کی کھلی ڈے گھر سے باہر نکلے۔ اس کے بعد جس، حسین فاطمہ اور علیؑ آئے اور اس کپڑے میں دخل ہو گئے۔ در آپ نے فرمایا: *لَمْ يَرَوْا اَنْ يَنْتَبِھُوا عَمَّا كُنْ يَرَوْنَ مِنْ جَنْسِ هَؤُلَاءِ نَبِيَّتٍ وَبَنَاتِهَا كَمْ تَطْهَرُونَ؟* ^{۲۱}

ابن جریر، ابن طبرانی اور مردویہ نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ: رسول خداؐ ان کے گھر میں اپنے ستر پر آرام فرما رہے تھے در آپؐ ٹیبر کی چادر ڈھلے ہوئے تھے تھے میں

[۱] سورۃ الزاب ۳۳

[۲] تاریخ الامم و ملوک ۲۵، مشرقات ۶۰، رجال اہل بیت و مناقب، بیروت، لبنان

مفسرین کا سن بات پر اتفاق ہے کہ ابتداء تا سہ مراوا، امام حسن اور امام حسین ہیں۔ نسبتاً سے
مراوا حضرت فاطمہؑ ہر آئین، نفس کا مصداق موائے کائنات کی شخصیت ہے۔
قاضی نور اللہ شوستری اپنی اس کتاب کے حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں:
تقریباً سٹھ اہل سنت کے برگ عالمے تصریح کی ہے کہ آیت مباہلہ اہل بیت کی شان
میں نازل ہوئی ہے محمد:

- [۱] مسلم بن حجاج نیشاپوری جلد ۷ صفحہ ۲۰، طبع محمد علی صبیح، مصر
- [۲] تفسیر طبری، مندرجہ بالا آیت کے ذیل میں۔ جلد ۳ صفحہ ۹۲، میرٹ، مصر
- [۳] مسند ابن احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۸۵، طبع: مصر
- [۴] الجامع، حکام القرآن از علامہ قرطبی جلد ۳ صفحہ ۱۰۴، طبع: مصر
- [۵] ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، صفحہ ۱۷، طبع: نجف اشرف
- [۶] تفسیر کشاف از زحشری جلد ۱ صفحہ ۱۹۳، طبع: مصطفیٰ محمد، مصر
- [۷] تفسیر جواہر از مظاہر جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، طبع: مصطفیٰ البانی اعلیٰ، مصر
- [۸] الصاب از حافظ محمد بن حجر عسقلانی جلد ۲ صفحہ ۵۰۳، طبع: مصطفیٰ محمد، مصر
- [۹] مستدرک از حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۵۰، طبع: حیدرآباد دکن، ہندوستان
- [۱۰] دلائل النبوة از حافظ ابو نعیم صغہانی صفحہ ۲۹۷، طبع حیدرآباد
- [۱۱] تفسیر رازی جلد ۸ صفحہ ۸۵، طبع: البیہ، مصر
- [۱۲] تفسیر قاضی بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۲۲، طبع: مصطفیٰ محمد، مصر
- [۱۳] تفسیر روح المعانی از آلوسی جلد ۳ صفحہ ۱۶۷، طبع: منیر، مصر
- [۱۴] فصول الحکمہ از ابن صباغ، صفحہ ۱۰۸، طبع: نجف اشرف
- [۱۵] سیاب المنزول اردو حدیث نیشاپوری، صفحہ ۷۳، طبع: محمدیہ، مصر

[۱۶] جامع الاصول از ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۰ طبع: مکتبۃ المدینہ، مصر
 مذکورہ دو آیات صرف تقریباً دہائی دراختصار کا لحاظ کرتے ہوئے پیش کی گئیں، ورنہ
 اہل بیت کے سلسلے میں پورے سورہ ہر ۱۱ امام علی علیہ السلام کی شان میں ۳۰۰ آیات نازل ہوئی
 ہیں۔ اسی عنوان کی پر ایک کتاب بھی منظر عام پر آچکی ہے۔ حضرت فاطمہ علیہا السلام زہر کے مارے
 میں پورے سورہ کوثر نازل ہوئے۔ اس کے علاوہ بہت سی آیات و روایات ہیں، جن میں کثرت
 سے آں محمد کی صداقت، پاکدامنی اور عفت کا بیان موجود ہے۔

اسماء بنت عمیس

اسماء بنت عمیس وہ خاتون ہیں جن کے سلسلے میں حضرت رسول خدا کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ
 اہل بہشت کی خواتین میں سے ہیں۔ لیکن سب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی کا محب ہونا اس کا
 گواہ بننے کا سبب ہوتا ہے؟

ام ایمن

ام ایمن نے حاکم وقت سے سوال کیا کہ تمہیں اللہ کی قسم دیتی ہوں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ
 رسول اللہ نے میرے مارے میں ارشاد فرمایا: **اذا ہر اہل مرقا من اہل جنة فام ایمن بہشتی**
 عورت ہیں۔

خلیفہ نے جواب دیا: ہاں میں جانتا ہوں۔ یہی وقت آپؐ سے یہ گواہی دی کہ جب یہ آیت
وَاَنْتَ ذَا النُّفُرِ خَلَقْنَا نازل ہوئی تو سرکارِ دو عالمؐ نے جناب فاطمہ علیہا السلام مرا کو فدائے بخش دیا
 تھا۔

گرم خلیفہ کے دیکھ مان میں تو اس کا کھد ہوا مفہوم یہ ہو کہ غیر عرب کی گواہی کوئی معنی
 نہیں رکھتی جبکہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ غیر زبان گواہ نہیں بن سکتا
 اور ویسے بھی اسلام نے سب کو برابر کا حق دیا ہے۔

الغرض 'ایب جناب فاطمہ علیہا السلام نے کہا کہ رسول اکرم کی حدیث سے کہ 'میں معاشر لالیہ، لالہ اور دھڑلے میں کہہ رہی تھی کہ رسول اکرم کی حدیث میں میری نہیں چھڑے بلکہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جبکہ آیات قرآنی جناب فاطمہ زہرا کے قول کی مکمل تصدیق کرتی ہیں۔^۱

آیات میراث

یہ حدیث اور قرآن میں تصاوہ ہو سکتا ہے۔ (۱) نہیں۔ اگر ہو بھی جائے تو اس حدیث کو دیوار پر اے مارو، خلیفہ وقت نے آیات کے مقابل میں یہ دلیل پیش کی کہ نبی میراث نہیں چھوڑتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔ میراث کے متعلق چند آیات ملاحظہ ہوں:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا مَا نَصَبَ لَكُمْ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ

مردوں کے لئے ان کے والدین اور قرماء کے ترکہ میں ایک حصہ ہے اور عورتوں کے بھی ان کے والدین اور قرماء کے ترکہ میں ایک حصہ ہے۔ وہ مال بہت ہو یا تھوڑا یہ حصہ بطور فریضہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا مَا نَصَبَ لَكُمْ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوْا مَا نَصَبَ لَكُمْ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ وَلَآ لِلْاَقْرَبٰٓيْنَ

اللہ تمہیں تمہارے والد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہو گا۔ اب اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہیں تو انہیں تمام ترکہ کا دو تہائی حصہ ملے گا اور اگر ایک ہی ہے تو اسے آدھا اور مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ اگر والد بھی ہو اور اگر والد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کے لیے ایک تہائی ہے۔ اگر بھائی بھی ہوں تو ماں کے لیے چھٹا حصہ ہے۔ ان وصیتوں کے بعد جو کہ مرنے والے سے کی ہیں یا ان قرضوں کے بعد جو اس کے ذمہ ہیں۔ یہ تمہارے ہی ماں باپ اور اولاد میں مگر تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے حق میں زیادہ منفعت رسوں میں ہے۔ یہ اللہ کے طرف سے فریضہ ہے اور اللہ صاحب علم بھی ہے اور صاحب حکمت بھی ہے

وَنَكَهَ يَصْفَى مَن تَوَلَّى زَوْجًا مِّنْ بُعْدٍ وَصِيَّةً يُّوصِي بِهَا أَوْ ذِينَ وَأَنَّهُ لَنُؤْتِيَنَّكَ أَمْثَلًا مِّنَ الَّذِي تَرَىٰ كُنْهُ إِنَّكَ يَكُونُ لَكَ وَكَذَٰلِكَ نَفِثَ فِي سَمْعِكَ وَنُقِيتَ مِّنْ بُعْدٍ وَصِيَّةً يُّوصِي بِهَا أَوْ ذِينَ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوْ مَرَءَةٌ وَنَهَ أَخٌ أَوْ أُخْتُ فَيَكُلَا وَحَبِيثٌ لَّهُمَا شَيْءٌ مِّنْ ذَٰلِكَ فَهُمَا شَرَكَاءُ فِي شَرِّهَا مِمَّنْ بَعْدَ وَصِيَّةٍ يُّوصِي بِهَا أَوْ ذِينَ غَيْرَ مَضَاهُ وَصِيَّةً مِّنْ لَّدُنْ وَآلِهَةٍ غَيْرَ خَبِيرٌ

اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکہ کا نصف حصہ ہے اگر ان کے والد نہ ہو۔ پس اگر ان کی اولاد بھی ہے تو ان کے ترکہ میں سے تمہارا چوتھا تہائی حصہ ہے ان کی وصیتوں یا قرضوں کے بعد اور ان کے لیے تمہارے ترکہ میں سے چوتھا تہائی حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد بھی ہے تو ان کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے ان وصیتوں کے بعد جو تم نے کی ہیں یا قرضوں کے بعد اگر قرض ہے۔ اور اگر کوئی مر یا عورت اپنے کاہنہ (مادری بھائی یا بہن) کا وارث ہو رہا ہے۔ اور ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے اس وصیت کے بعد جو کی گئی ہے یا قرضہ کے بعد بشرطیکہ وصیت یا قرضہ کی

بیاد ورثہ کو ضرر پہنچانے پر نہ ہو۔ یہ خدا کی طرف سے وصیت ہے اور وہ ہر شے کا جائزے والے اور ہر کام کو حکمت کے مطابق انجام دینے والے ہے۔

فَقَدْ بَيَّنَّا مِنْ تِلْكَ وَثِيْقًا نِيْلِي وَثِيْقًا مِنْ آلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَحِيْمًا

اب تو مجھے ایک ایسا ہی دور وارث عطا فرما دے جو میرا اور آل یعقوب کا ورثہ ہو اور پروردگار سے اپنا پیوند بھی قرار دے۔

وَوَرِّثْ سُلَيْمٰنَ دَاوُدَ

اور مجھ پر سلیمان داؤد کے وارث بنے۔

قول و فعل میں تضاد...

ظہور علی رحمہ اللہ دعاتہ و سیفہ فی مرضہ و ہو بکر حاضر وام ببقة فقد کان بحیثہ

یاضی علیہ

روایت کی گئی ہے کہ رسولِ کرم نے حالتِ استقذار میں اپنی انگشتی اور تلوار حضرت علیؑ کو یاد پاتھا جبکہ ابو بکرؓ میں موجود تھے اور آپ کا چہرہ بھی حضرت علیؑ علیہ السلام کو بطور نغمہ پہنچا۔^۱

رسولِ خدا کی رحلت کے بعد ابو بکرؓ نے کہا جس کی کو بھی پیغمبر سے کوئی مطالبہ درکار ہے یا آپؐ نے کسی کو کچھ عطا کرنے کو کہا تھا اسے دو نہ دو، وہ میرے پاس آئے۔
جاہل نے کہا: آپؐ نے مجھ سے کون سا مقدار چیز دینے کا وعدہ کیا تھا۔

جناب ابو بکرؓ نے جاہل کے ہاتھ میں پانچ سو درہم رکھ دیئے اور پھر پانچ سو درہم پانچ سو خلیفہ نے بغیر کسی سوال و جواب و رگواہ کے جناب جاہل کو چند برابر درہم دیدیا تھا (لیکن حد تک کیوں نہیں؟)^۲

[۱] صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۵۵

[۲] سورہ بقرہ ۲

[۳] شریعت اسلامیہ ج ۲ ص ۲۶ (www.eShia.ir) راشدی ارسیدہ قسیمی رحمہ اللہ ص ۳۳۳

[۴] صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب النکاح، ج ۲ ص ۱۵۵، دار الفکر، بیروت، طبع ۱۴۲۸ھ، رقم القلم: ۱۵۵۵۵

اصل حقیقت کا انکار

جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام زہرا ایک دفعہ اور تمام حجت کے لیے خدیجہ کے یہاں تشریف لے گئیں مگر میں بار تو روز روشن حقیقت کا ہی انکار کر دیا اور ساری آیات و روایات کو پس پشت ڈال دیا، اور کہا:

فدک تو رسول کی ذاتی ملکیت تھی ہی نہیں وہ تو مسلمانوں کے ملک میں شامل تھی! چونکہ اس وقت آپ حکم وقت تھے اس لیے وہ آپ کے دست قدرت میں تھا اور آج میں ہوں لہذا اسے میرے ہاتھوں میں ہونا چاہئے!

لمحہ فکریہ

جناب فاطمہ زہراؑ کو پہلے ہی اپنے محکمہ کی کل اور متفق برہین کو خفیہ کے سامنے پیش کر چکی تھیں۔ لیکن سامنے والے حقیقت قبول کرنے کو تیار ہی نہ تھے اور ہر روز نئے نئے بہانے ترستے اور طاقت و حکومت کے بل بوتے پر اپنی بات کے سامنے کسی کی ایک نہ سنتے۔

قابل تعجب بات تو یہ کہ ایک تو انہوں نے خلافت پر قبضہ جمالیہ اور دوسرے آیات قرآنی کے سامنے تسلیم خم نہیں کر رہے ہیں؟ یوں خلاف اسلام فیصلہ کرتے ہیں ورنہ یہ کس قسم کی قضاوت ہے؟

جناب دوسرے کی جگہ بیٹھے ہیں اور پھر (جھوٹی) حدیث بھی پیش کرتے ہیں تاکہ حضرت
 رہبر اسلام اللہ علیہ السلام کو پاہمال کر سکیں۔ کیا یہ افراد قرآن و روین اسلام کے حامی ہو سکتے
 ہیں؟ فداک اور اس کے مطبوعات کی کوئی حیثیت نہیں، لیکن اس قسم کی غیر منصفانہ حرکتیں اور پھر
 خلیفہ المسلمین ہونے کا دعویٰ! بہر حال غلط ہے۔ یہ خبر محلوں میں جنگل کی آگ کی مانند مدینہ
 میں پھیل گئی اور شاہدہ ممبیراں کو بھی یہ حساس ہوئے گا کہ خلیفہ کی حقیقت کیا ہے۔۔۔؟

خطبہ فداک

روی عبد اللہ بن محسن یا سداد عن ابیہ اے نہ نہ بنی قاطنہ عتیق السلام
 یحییٰ علیٰ ہکیر علی صبیحہا قدت لائتہ یخارف علی ربہا واشتکتہ
 یحبہا و اکتبت فی لمتہ من علفہا و لیسای قوہا تص ذیہا ما تظہر
 یثیغہا یثیغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی قدت علی ابی
 ہکیر و ہو فی حبس من نہا جری و ان لئصر و غیرہ فی بیطک کوہ
 ملادہ فکتبت ثم اتت آتہ آتہ الفؤم نہا بالکاء فارجح نہجس لہ
 انہمت فکتبتہ حتی ذاک سکن لشیع نقور و ہدأت فورظہ ففتخبہ
 انکلام یختار اللہ و لئصر عتیق و ضلای علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فی لکایہم فکتبت امسکو عادت فی کلایہم فکتبت عتیق السلام
 الحمد لله علی ما نعم و نہ شکری علی ما انعم و لئصر فکتبت من غمور
 یعمر لئصر و سوبغ الایہ لئصر و فکتبت من لئصر و لئصر علی الإخصاب
 عذق و کئی عن الجزیہ فکتبت و فکتبت عن لئصر و لئصر و لئصر
 لا سقر ذیہ بالشکر لا یضایہا و سکتبت فی الخلیفہ یخالیہ و لئصر
 بالذیہ فی مثالیہ و شہد ان لا لئصر و لئصر و لئصر لئصر لئصر
 الإخصاب لئصر و لئصر فکتبت مؤصولہ و انار فی فکتبتہ مغفولہ
 لئصر من لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر
 لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر
 کوہا فکتبت و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر
 نہ فی تصویرہ لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر و لئصر

وَتَعْبُدُ بِيَدَيْهِ وَتُغَرِّرُ بِدُخَانِهِ ثُمَّ جَعَلَ سَقَاتٍ عَلَى ظَهْرِهِ وَوَضَعَ
 نَعْقَابَ عَلَى مَفْصِلَيْهِ دِهَادَةً يَجِدُهَا عَنْ نَعْقَبِهِ وَجِبَابَةً مِنْهُ يَنْحَنِي
 وَتَشْهَدُ أَنْ فِي مُحَمَّدٍ أَصْلَ إِلَهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْعَبْدُ وَالْمَوْلَى الْحَقُّ وَأَوْ تَحْبِبُهُ
 قَبْلَ أَنْ تُرْسَنَ وَتَقْدَحَ قَبْلَ أَنْ يَحْتَبِيَهُ وَخَطْفُهُ قَبْلَ أَنْ يُلْتَفَتَهُ بِدِ
 خْلَائِي بِالْقَيْبِ مَكْنُونَةٍ وَبَسْمِ الْأَهْوَى مَضُونَةٍ وَبِهَيْبَةِ الْعَدِيمِ
 مَقْرُونَةٍ يَنْبَغِي مِنْ لَوْ تَعَدَّى بِحَالِ الْأُمُورِ وَبِحَاطَةِ بِحَالِ سُهُورِ
 وَتَعْرِفُهُ بِتَوَاقُعِ سَفُورِ الْبَقَعَةِ لَكِنَّ تَعَدَّى بِحَالِ الْأُمُورِ وَغَرِيبَةٍ عَلَى
 مُضَارِ حَكِيمٍ وَبِعَادِ بَهْدِيرِ عَتِيقٍ فَرَزَى الْأَمَّةَ فَرَزَى فِي أَهْلِهَا عُلْفَ
 عَلَى بِيَرَاتِهِ غَابَةِ الْأَوْتَانِ مَسْكُورَةً مَعَ بِيَرَاتِهِ فَإِنَّ لَكِنَّهَا طَنِيهَا
 وَكُفَّ عَنْ نَقُوبِ الْهَنَاءِ وَجَلَّ عَنِ الْأَبْصَارِ الْخَنَاءِ وَقَامَ فِي الْأَسْوَ
 بِالْهَيْبَةِ فَانْقَرَضَ مِنْ نَوَائِيهِ وَتَمَزَّجَ مِنْ نَعْمَاتِهِ وَهَذَا هُوَ فِي بَيْتِي
 نَظْمِي وَتَعْلَافِي فِي تَقْرِيبِي السُّنَنِي قِيمَ لَمْ قَبِضَ لَكِنَّ نَبِيَّ قَبِضَ رَفَقَ
 الْحَبِيبِ وَرَغْبَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَعْبَ عَلَيْهِ الدَّرِيذُ حَقُّ قَدْ
 حَقَّ بِالسَّلَامَةِ الْإِخْوَانِ وَرِضْوَانِ الرَّبِّ بِخَفَارٍ وَتَحْذَرُ لَتَبْتَ الْخَبِيرَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَآمِينَ عَلَى الْوَسْوَاضِيهِ وَبِحُورِ الْوَسْوَاضِيهِ وَآمِينَ
 وَبِسَلَامَةِ عَلَيْهِ وَرَحْمَةِ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ

ثُمَّ تَقَفَّتْ لِي أَهْلِي لَتَجِيسَ وَقَدْ تَقَفَّتْ لَتَجِيسَ أَمْرُهُ وَتَلِيهِ
 وَتَحْتَهُ دِيوَانُهُ وَوَعْدُهُ وَأَمَّا اللَّهُ عَلَى نَفْسِكُمْ وَبِقُدْرَتِي الْأَمْرِ وَتَحْتَهُ
 حَقِّي لَكُمْ بِأَوْفِيكُمْ عَهْدُ قَدَمِهِ نَيْبِكُمْ وَبِقِيَّةِ اسْتَعْفَافِكُمْ عَيْبِكُمْ كَقَابِ
 اللَّهِ لَقَدْ جَلَّى وَتَهَرَّأَ لِقَادِي وَتَهَرَّأَ لِقَادِي وَتَهَرَّأَ لِقَادِي وَتَهَرَّأَ لِقَادِي
 تَهَرَّأَ لِقَادِي مَكْشُفَةً نَزَائِيهِ مَتَجَنِّبَةً ظَوَائِرَهُ مَدَامَ مَدَامَ اسْتَعَاذَ قَائِلًا
 فِي رِضْوَانِ بَتَّاعِهِ مُؤَدِّيهِ لَشُعَاعِ شَيْعِهِ بِوَسَائِلِ تَحِيَّةِ اللَّهِ مُنَوَّرَةٍ وَ
 عَرَائِيهِ بِفَتْرَةٍ وَتَحَارُمِهِ لِحُدُودِهِ وَبَيِّنَاتِهِ حَاجِيَّةٍ وَبَرِّهِ هَيْبَةٍ كَلَامِيَّةٍ
 وَفَضَائِلِهِ تَسْمُونَةٍ وَرَحْمَتِهِ مَوْهُونَةٍ وَغَرَائِبِهِ مَكْنُونَةٍ لَتَجْعَلَ اللَّهُ
 لِإِيمَانِ تَهَرُّؤِكُمْ مِنْ بِلْغَتِهِ وَبِلْغَتِهِ لَتَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عِي نَكْمٍ وَ
 بَرَكَاتٍ تَزَكِيَةً بِتَقْلِيهِ وَتَمَامٍ فِي بَزَائِيهِ وَتَضَامٍ لَتَقْبَلِ اللَّهُ بِإِخْلَافِهِ
 تَحِيَّةَ تَهْمِيدِ بَيْدِي وَلَعْنَتِ تَهْمِيدِ بَقُوبِ وَصَافَتِ بَقَامَ بَيْهَتِهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَمَّا مَنْ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
سَيُجَازِبُ الْأَجْرَ وَالْأَمْرَ بِالْمَغْرُوبِ مَضْعُوعَةً وَمِنْ تَوْبَتَيْهِ وَقِيَّةٌ
مِنْ الشُّغُوبِ وَصِدَّةٌ لَأَعْدَائِهِ مَتَمَّةٌ بِمَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
أَتَى بِالْمَغْرُوبِ بِمَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
بِئْسَ الْيَوْمُ وَالْأَمْرُ عَنْ غَرْبِ الْغَرْبِ تَأْيِيدٌ مِنَ الْإِجْسِ وَجَنَابُ الْقَدْرِ
بِحَبَابِ عِيَالِ الْمَعْنَى وَتَزَلُّ الشَّرِّ قَدْرُهُ بِمَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
نَهْ بِالْمَغْرُوبِ فِي تَوْبَةٍ عَنِ تَفَرَّقَ وَلَا تَفَرَّقَ وَلَا تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
أَتَى بِمَعْنَى مَرْكَزٍ بِهِ وَتَفَرَّقَ كَمْ غَنَى بِهِ تَفَرَّقَ بِمَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ
لَمْ يَلْقَ أَهْلًا شَأْسًا غَلَبُوا فِي فَحْشَى وَأَبَى مَعْنَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
أَقُولُ غَدًا وَابْنُ تَفَرَّقَ وَلَا أَقُولُ مَا أَقُولُ لِحَبَابِ وَلَا أَفْعَلُ مَا أَفْعَلُ
تَقْدِيرُ كَمْ رَسُولٌ مِنْ أُنْبِيَاكُمْ غَرِبَ غَنَى مَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
بِئْسَ الْيَوْمُ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
وَأَتَى بِهِ عَنِ دُونَ رَجَائِكُمْ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
وَسَنَمُ فَتَنَ بَرَسَاتٍ ضَائِعَةٍ بِالْبَدَارَةِ مَبْلَا عَنْ مَدْرَجَةٍ بِشَرْكَائِهِ
ضَارِبٌ لِبَعْضِهِمْ أَجْدَابٌ كَقَدْرِهِمْ ذَائِبٌ مِنْ سَبِيلِ رَبِّهِ بِأَوَّلِهِ وَابْنُ تَفَرَّقَ
الْحَسَنَةُ يَكْبُرُ الْأَضْمَارُ وَيَكْفُرُ الْهَامُ حَقِّي تَهَزُّعٌ بِمَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ
حَقِّي تَفَرَّقَ نَبِيٍّ عَنْ مَبْجَعٍ وَابْنُ تَفَرَّقَ حَقِّي عَنْ مَبْجَعٍ وَابْنُ تَفَرَّقَ
وَحَرَسَتْ شَيْئًا بِشَيْءٍ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
وَالشَّقَاءُ وَابْنُ تَفَرَّقَ بِمَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
عَلَى شَفْخَفَةٍ مِنْ بَذَرِ مَدْرَجَةٍ ضَارِبٍ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
وَمَوْجُزٌ لَا قَدْرَ لَشَرْكَائِهِ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
تَقْدِيرُ أَنْ يَخْتَفِضَ كَمْ النَّاسُ مِنْ حَوَائِكُمْ فَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
تَقْدِيرُ بِأَيِّ مَعْنَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
بِئْسَ الْيَوْمُ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
أَصْدَقَ اللَّهُ أَوْ تَهْمُ قَرْنٌ بِشَيْءٍ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
أَتَى فِي تَوْبَةٍ فَلَا يَخْلُفُ حَقِّي بِمَعْنَى وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ
مَكْنُودٌ دُونَ بِي ذَائِبٌ نَهْ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ وَابْنُ تَفَرَّقَ

[illegible]

وَقَالَ فِيهِ اقْتَصِلْ مِنْ خَيْرِ عَمَلِي نَبِيَّكَ يَا عِزَّةُ اذْ قَالَ فَهَبْ بِي مِنْ لَدُنْتِ وَيَا
 يَرْبِي وَيَرْبِي مِنْ أَبِي يَخْطُبُ
 وَقَالَ وَأَوَّلُ مَا جَاءَ مِنْ بَعْضِهِمْ أَوْ يَنْعَضُ فِي كِتَابِ اللَّهِ
 وَقَالَ يَوْصِيكُمْ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ بِدُرٍّ كَرِيمٍ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ
 وَقَالَ وَنَ تَرْتِ عَمِيرٌ نَوْصِيَّةُ بَنِي لَدُنِّي وَنَ تَرْتِ بَنِي بَالْتَعْرُوفِ خَلْفَ عَمْرٍ
 السُّقْلَيْنِ

وَرَعَيْتُمْ أَنْ لَا تَخْضُقُوا وَلَا تَرْتِ مِنْ أَبِي وَلَا تَرْتِ بَيْتِ أَفْطَحَكُمْ اللَّهُ بِأَيِّ
 أَخْرَجَ أَبِي هَذَا مِنْهَا أَمْ تَقُولُونَ مِنْ أَهْلِ نِيْلَتِي لَا يَتَوَرَّقَانِ أَوْ
 تَسْتَأْذِنُ أَبِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَجَدْتُهُ أَمْ أَتَيْتُمْ أَغْنَمَ بِخُصُوصٍ نَقُولُ وَ
 عَمْرٍ مِنْ أَبِي وَنَبِيٍّ عَمِي أَفْطَحَكُمْ عَقْطُومَةً مُزَجَّوَةً تَنْفَالُ يَوْمَ خَضِرَ
 فَيَعْمُ الْحَكَمُ اللَّهُ وَالرَّجِيمُ مُحَمَّدٌ وَنَوْعِدُ نَقِيبَةً وَجَدْتُ سَاعَةً يَحْسُرُ
 السُّبْحُونَ وَلَا يَنْفَعُكُمْ إِذْ تَدْمُونَ وَيَكُلُّ نَبِيٌّ مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْمُونَ
 مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْرِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُثْلُهُ

قَالَ وَمَا رَأَيْتُ كَثْرَ بَاكِيَةٍ وَبَاكَ مَعَهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ رَمَتْ بِكَرْفَتِهَا تَحْتِ
 الْأَنْصُرِ فَفَافَتْ بِأَمْعٍ بِيَرٍ سَقِيْبَةٍ وَيَا عَمْرٍ ذَا الْهَيْئَةِ وَجِصَّةِ الْإِسْلَامِ مَا
 هَدِيَهُ نَعْبِزُ فِي خَلْفٍ وَ لَيْسَتْ عَنْ صَلَاحِي أَمْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ أَبِي يَقُولُ أَمْرُهُ يَحْفَظُ فِي وَلَدِهِ مَرَعَةً مَا أَخَذْتُمْ وَتَجَلَّانِ ذَا هَالَةٍ
 وَلَكُمْ ظَفَرَةٌ بِأَمْعٍ وَأُولَ وَ قُوَّةٌ عَلَى مَا تُطِيبُ وَرُؤْلُ أَنْقُولُونَ مَا تَحْمَدُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَخَصَّ جَبِيْنٌ سِتْوَسَعُ وَهَلْهُ وَاسْتَنْزَرُ فَتَقَهُ وَنَقْتَقُ
 رَتَقَهُ وَأَطْنَمَتْ لَأَرْضٍ يَغِيْبَتُو وَ كَيْفِيَّةٍ لَشَمْسٍ وَ نَقْمَرٍ وَ نَقْمَرَتْ
 السُّجُومُ يُصْبِحَتُو وَ أَكْدَتْ لَأَمْعَالٍ وَ خَضَعَتِ الْجِبَالُ وَأَصْبَحَ الْحَرِيمُ
 وَأُزْيِيتِ الْحَزْمَةُ عِنْدَ مَا تَبُو فَيَنْتِ وَ أَلُوْ بَارِيَّةُ نَكْبَرِي وَ نَوْصِيَّةُ
 النُّعْطِي لَا يَمْنَحُهَا تَارِيَّةُ وَلَا تَابِقَةُ عَاجِلَةُ أَغْنِيَتْ بِهَا كِتَابُ اللَّهِ وَجَلَّ فَتُؤَاهِي

- ١ ٢ ٣ ٤ ٥ ٦ ٧ ٨ ٩ ١٠ ١١ ١٢ ١٣ ١٤ ١٥ ١٦ ١٧ ١٨ ١٩ ٢٠ ٢١ ٢٢ ٢٣ ٢٤ ٢٥ ٢٦ ٢٧ ٢٨ ٢٩ ٣٠ ٣١ ٣٢ ٣٣ ٣٤ ٣٥ ٣٦ ٣٧ ٣٨ ٣٩ ٤٠ ٤١ ٤٢ ٤٣ ٤٤ ٤٥ ٤٦ ٤٧ ٤٨ ٤٩ ٥٠ ٥١ ٥٢ ٥٣ ٥٤ ٥٥ ٥٦ ٥٧ ٥٨ ٥٩ ٦٠ ٦١ ٦٢ ٦٣ ٦٤ ٦٥ ٦٦ ٦٧ ٦٨ ٦٩ ٧٠ ٧١ ٧٢ ٧٣ ٧٤ ٧٥ ٧٦ ٧٧ ٧٨ ٧٩ ٨٠ ٨١ ٨٢ ٨٣ ٨٤ ٨٥ ٨٦ ٨٧ ٨٨ ٨٩ ٩٠ ٩١ ٩٢ ٩٣ ٩٤ ٩٥ ٩٦ ٩٧ ٩٨ ٩٩ ١٠٠ ١٠١ ١٠٢ ١٠٣ ١٠٤ ١٠٥ ١٠٦ ١٠٧ ١٠٨ ١٠٩ ١١٠ ١١١ ١١٢ ١١٣ ١١٤ ١١٥ ١١٦ ١١٧ ١١٨ ١١٩ ١٢٠ ١٢١ ١٢٢ ١٢٣ ١٢٤ ١٢٥ ١٢٦ ١٢٧ ١٢٨ ١٢٩ ١٣٠ ١٣١ ١٣٢ ١٣٣ ١٣٤ ١٣٥ ١٣٦ ١٣٧ ١٣٨ ١٣٩ ١٤٠ ١٤١ ١٤٢ ١٤٣ ١٤٤ ١٤٥ ١٤٦ ١٤٧ ١٤٨ ١٤٩ ١٥٠ ١٥١ ١٥٢ ١٥٣ ١٥٤ ١٥٥ ١٥٦ ١٥٧ ١٥٨ ١٥٩ ١٦٠ ١٦١ ١٦٢ ١٦٣ ١٦٤ ١٦٥ ١٦٦ ١٦٧ ١٦٨ ١٦٩ ١٧٠ ١٧١ ١٧٢ ١٧٣ ١٧٤ ١٧٥ ١٧٦ ١٧٧ ١٧٨ ١٧٩ ١٨٠ ١٨١ ١٨٢ ١٨٣ ١٨٤ ١٨٥ ١٨٦ ١٨٧ ١٨٨ ١٨٩ ١٩٠ ١٩١ ١٩٢ ١٩٣ ١٩٤ ١٩٥ ١٩٦ ١٩٧ ١٩٨ ١٩٩ ٢٠٠ ٢٠١ ٢٠٢ ٢٠٣ ٢٠٤ ٢٠٥ ٢٠٦ ٢٠٧ ٢٠٨ ٢٠٩ ٢١٠ ٢١١ ٢١٢ ٢١٣ ٢١٤ ٢١٥ ٢١٦ ٢١٧ ٢١٨ ٢١٩ ٢٢٠ ٢٢١ ٢٢٢ ٢٢٣ ٢٢٤ ٢٢٥ ٢٢٦ ٢٢٧ ٢٢٨ ٢٢٩ ٢٣٠ ٢٣١ ٢٣٢ ٢٣٣ ٢٣٤ ٢٣٥ ٢٣٦ ٢٣٧ ٢٣٨ ٢٣٩ ٢٤٠ ٢٤١ ٢٤٢ ٢٤٣ ٢٤٤ ٢٤٥ ٢٤٦ ٢٤٧ ٢٤٨ ٢٤٩ ٢٥٠ ٢٥١ ٢٥٢ ٢٥٣ ٢٥٤ ٢٥٥ ٢٥٦ ٢٥٧ ٢٥٨ ٢٥٩ ٢٦٠ ٢٦١ ٢٦٢ ٢٦٣ ٢٦٤ ٢٦٥ ٢٦٦ ٢٦٧ ٢٦٨ ٢٦٩ ٢٧٠ ٢٧١ ٢٧٢ ٢٧٣ ٢٧٤ ٢٧٥ ٢٧٦ ٢٧٧ ٢٧٨ ٢٧٩ ٢٨٠ ٢٨١ ٢٨٢ ٢٨٣ ٢٨٤ ٢٨٥ ٢٨٦ ٢٨٧ ٢٨٨ ٢٨٩ ٢٩٠ ٢٩١ ٢٩٢ ٢٩٣ ٢٩٤ ٢٩٥ ٢٩٦ ٢٩٧ ٢٩٨ ٢٩٩ ٣٠٠ ٣٠١ ٣٠٢ ٣٠٣ ٣٠٤ ٣٠٥ ٣٠٦ ٣٠٧ ٣٠٨ ٣٠٩ ٣١٠ ٣١١ ٣١٢ ٣١٣ ٣١٤ ٣١٥ ٣١٦ ٣١٧ ٣١٨ ٣١٩ ٣٢٠ ٣٢١ ٣٢٢ ٣٢٣ ٣٢٤ ٣٢٥ ٣٢٦ ٣٢٧ ٣٢٨ ٣٢٩ ٣٣٠ ٣٣١ ٣٣٢ ٣٣٣ ٣٣٤ ٣٣٥ ٣٣٦ ٣٣٧ ٣٣٨ ٣٣٩ ٣٤٠ ٣٤١ ٣٤٢ ٣٤٣ ٣٤٤ ٣٤٥ ٣٤٦ ٣٤٧ ٣٤٨ ٣٤٩ ٣٥٠ ٣٥١ ٣٥٢ ٣٥٣ ٣٥٤ ٣٥٥ ٣٥٦ ٣٥٧ ٣٥٨ ٣٥٩ ٣٦٠ ٣٦١ ٣٦٢ ٣٦٣ ٣٦٤ ٣٦٥ ٣٦٦ ٣٦٧ ٣٦٨ ٣٦٩ ٣٧٠ ٣٧١ ٣٧٢ ٣٧٣ ٣٧٤ ٣٧٥ ٣٧٦ ٣٧٧ ٣٧٨ ٣٧٩ ٣٨٠ ٣٨١ ٣٨٢ ٣٨٣ ٣٨٤ ٣٨٥ ٣٨٦ ٣٨٧ ٣٨٨ ٣٨٩ ٣٩٠ ٣٩١ ٣٩٢ ٣٩٣ ٣٩٤ ٣٩٥ ٣٩٦ ٣٩٧ ٣٩٨ ٣٩٩ ٤٠٠ ٤٠١ ٤٠٢ ٤٠٣ ٤٠٤ ٤٠٥ ٤٠٦ ٤٠٧ ٤٠٨ ٤٠٩ ٤١٠ ٤١١ ٤١٢ ٤١٣ ٤١٤ ٤١٥ ٤١٦ ٤١٧ ٤١٨ ٤١٩ ٤٢٠ ٤٢١ ٤٢٢ ٤٢٣ ٤٢٤ ٤٢٥ ٤٢٦ ٤٢٧ ٤٢٨ ٤٢٩ ٤٣٠ ٤٣١ ٤٣٢ ٤٣٣ ٤٣٤ ٤٣٥ ٤٣٦ ٤٣٧ ٤٣٨ ٤٣٩ ٤٤٠ ٤٤١ ٤٤٢ ٤٤٣ ٤٤٤ ٤٤٥ ٤٤٦ ٤٤٧ ٤٤٨ ٤٤٩ ٤٥٠ ٤٥١ ٤٥٢ ٤٥٣ ٤٥٤ ٤٥٥ ٤٥٦ ٤٥٧ ٤٥٨ ٤٥٩ ٤٦٠ ٤٦١ ٤٦٢ ٤٦٣ ٤٦٤ ٤٦٥ ٤٦٦ ٤٦٧ ٤٦٨ ٤٦٩ ٤٧٠ ٤٧١ ٤٧٢ ٤٧٣ ٤٧٤ ٤٧٥ ٤٧٦ ٤٧٧ ٤٧٨ ٤٧٩ ٤٨٠ ٤٨١ ٤٨٢ ٤٨٣ ٤٨٤ ٤٨٥ ٤٨٦ ٤٨٧ ٤٨٨ ٤٨٩ ٤٩٠ ٤٩١ ٤٩٢ ٤٩٣ ٤٩٤ ٤٩٥ ٤٩٦ ٤٩٧ ٤٩٨ ٤٩٩ ٥٠٠ ٥٠١ ٥٠٢ ٥٠٣ ٥٠٤ ٥٠٥ ٥٠٦ ٥٠٧ ٥٠٨ ٥٠٩ ٥١٠ ٥١١ ٥١٢ ٥١٣ ٥١٤ ٥١٥ ٥١٦ ٥١٧ ٥١٨ ٥١٩ ٥٢٠ ٥٢١ ٥٢٢ ٥٢٣ ٥٢٤ ٥٢٥ ٥٢٦ ٥٢٧ ٥٢٨ ٥٢٩ ٥٣٠ ٥٣١ ٥٣٢ ٥٣٣ ٥٣٤ ٥٣٥ ٥٣٦ ٥٣٧ ٥٣٨ ٥٣٩ ٥٤٠ ٥٤١ ٥٤٢ ٥٤٣ ٥٤٤ ٥٤٥ ٥٤٦ ٥٤٧ ٥٤٨ ٥٤٩ ٥٥٠ ٥٥١ ٥٥٢ ٥٥٣ ٥٥٤ ٥٥٥ ٥٥٦ ٥٥٧ ٥٥٨ ٥٥٩ ٥٦٠ ٥٦١ ٥٦٢ ٥٦٣ ٥٦٤ ٥٦٥ ٥٦٦ ٥٦٧ ٥٦٨ ٥٦٩ ٥٧٠ ٥٧١ ٥٧٢ ٥٧٣ ٥٧٤ ٥٧٥ ٥٧٦ ٥٧٧ ٥٧٨ ٥٧٩ ٥٨٠ ٥٨١ ٥٨٢ ٥٨٣ ٥٨٤ ٥٨٥ ٥٨٦ ٥٨٧ ٥٨٨ ٥٨٩ ٥٩٠ ٥٩١ ٥٩٢ ٥٩٣ ٥٩٤ ٥٩٥ ٥٩٦ ٥٩٧ ٥٩٨ ٥٩٩ ٦٠٠ ٦٠١ ٦٠٢ ٦٠٣ ٦٠٤ ٦٠٥ ٦٠٦ ٦٠٧ ٦٠٨ ٦٠٩ ٦١٠ ٦١١ ٦١٢ ٦١٣ ٦١٤ ٦١٥ ٦١٦ ٦١٧ ٦١٨ ٦١٩ ٦٢٠ ٦٢١ ٦٢٢ ٦٢٣ ٦٢٤ ٦٢٥ ٦٢٦ ٦٢٧ ٦٢٨ ٦٢٩ ٦٣٠ ٦٣١ ٦٣٢ ٦٣٣ ٦٣٤ ٦٣٥ ٦٣٦ ٦٣٧ ٦٣٨ ٦٣٩ ٦٤٠ ٦٤١ ٦٤٢ ٦٤٣ ٦٤٤ ٦٤٥ ٦٤٦ ٦٤٧ ٦٤٨ ٦٤٩ ٦٥٠ ٦٥١ ٦٥٢ ٦٥٣ ٦٥٤ ٦٥٥ ٦٥٦ ٦٥٧ ٦٥٨ ٦٥٩ ٦٦٠ ٦٦١ ٦٦٢ ٦٦٣ ٦٦٤ ٦٦٥ ٦٦٦ ٦٦٧ ٦٦٨ ٦٦٩ ٦٧٠ ٦٧١ ٦٧٢ ٦٧٣ ٦٧٤ ٦٧٥ ٦٧٦ ٦٧٧ ٦٧٨ ٦٧٩ ٦٨٠ ٦٨١ ٦٨٢ ٦٨٣ ٦٨٤ ٦٨٥ ٦٨٦ ٦٨٧ ٦٨٨ ٦٨٩ ٦٩٠ ٦٩١ ٦٩٢ ٦٩٣ ٦٩٤ ٦٩٥ ٦٩٦ ٦٩٧ ٦٩٨ ٦٩٩ ٧٠٠ ٧٠١ ٧٠٢ ٧٠٣ ٧٠٤ ٧٠٥ ٧٠٦ ٧٠٧ ٧٠٨ ٧٠٩ ٧١٠ ٧١١ ٧١٢ ٧١٣ ٧١٤ ٧١٥ ٧١٦ ٧١٧ ٧١٨ ٧١٩ ٧٢٠ ٧٢١ ٧٢٢ ٧٢٣ ٧٢٤ ٧٢٥ ٧٢٦ ٧٢٧ ٧٢٨ ٧٢٩ ٧٣٠ ٧٣١ ٧٣٢ ٧٣٣ ٧٣٤ ٧٣٥ ٧٣٦ ٧٣٧ ٧٣٨ ٧٣٩ ٧٤٠ ٧٤١ ٧٤٢ ٧٤٣ ٧٤٤ ٧٤٥ ٧٤٦ ٧٤٧ ٧٤٨ ٧٤٩ ٧٥٠ ٧٥١ ٧٥٢ ٧٥٣ ٧٥٤ ٧٥٥ ٧٥٦ ٧٥٧ ٧٥٨ ٧٥٩ ٧٦٠ ٧٦١ ٧٦٢ ٧٦٣ ٧٦٤ ٧٦٥ ٧٦٦ ٧٦٧ ٧٦٨ ٧٦٩ ٧٧٠ ٧٧١ ٧٧٢ ٧٧٣ ٧٧٤ ٧٧٥ ٧٧٦ ٧٧٧ ٧٧٨ ٧٧٩ ٧٨٠ ٧٨١ ٧٨٢ ٧٨٣ ٧٨٤ ٧٨٥ ٧٨٦ ٧٨٧ ٧٨٨ ٧٨٩ ٧٩٠ ٧٩١ ٧٩٢ ٧٩٣ ٧٩٤ ٧٩٥ ٧٩٦ ٧٩٧ ٧٩٨ ٧٩٩ ٨٠٠ ٨٠١ ٨٠٢ ٨٠٣ ٨٠٤ ٨٠٥ ٨٠٦ ٨٠٧ ٨٠٨ ٨٠٩ ٨١٠ ٨١١ ٨١٢ ٨١٣ ٨١٤ ٨١٥ ٨١٦ ٨١٧ ٨١٨ ٨١٩ ٨٢٠ ٨٢١ ٨٢٢ ٨٢٣ ٨٢٤ ٨٢٥ ٨٢٦ ٨٢٧ ٨٢٨ ٨٢٩ ٨٣٠ ٨٣١ ٨٣٢ ٨٣٣ ٨٣٤ ٨٣٥ ٨٣٦ ٨٣٧ ٨٣٨ ٨٣٩ ٨٤٠ ٨٤١ ٨٤٢ ٨٤٣ ٨٤٤ ٨٤٥ ٨٤٦ ٨٤٧ ٨٤٨ ٨٤٩ ٨٥٠ ٨٥١ ٨٥٢ ٨٥٣ ٨٥٤ ٨٥٥ ٨٥٦ ٨٥٧ ٨٥٨ ٨٥٩ ٨٦٠ ٨٦١ ٨٦٢ ٨٦٣ ٨٦٤ ٨٦٥ ٨٦٦ ٨٦٧ ٨٦٨ ٨٦٩ ٨٧٠ ٨٧١ ٨٧٢ ٨٧٣ ٨٧٤ ٨٧٥ ٨٧٦ ٨٧٧ ٨٧٨ ٨٧٩ ٨٨٠ ٨٨١ ٨٨٢ ٨٨٣ ٨٨٤ ٨٨٥ ٨٨٦ ٨٨٧ ٨٨٨ ٨٨٩ ٨٩٠ ٨٩١ ٨٩٢ ٨٩٣ ٨٩٤ ٨٩٥ ٨٩٦ ٨٩٧ ٨٩٨ ٨٩٩ ٩٠٠ ٩٠١ ٩٠٢ ٩٠٣ ٩٠٤ ٩٠٥ ٩٠٦ ٩٠٧ ٩٠٨ ٩٠٩ ٩١٠ ٩١١ ٩١٢ ٩١٣ ٩١٤ ٩١٥ ٩١٦ ٩١٧ ٩١٨ ٩١٩ ٩٢٠ ٩٢١ ٩٢٢ ٩٢٣ ٩٢٤ ٩٢٥ ٩٢٦ ٩٢٧ ٩٢٨ ٩٢٩ ٩٣٠ ٩٣١ ٩٣٢ ٩٣٣ ٩٣٤ ٩٣٥ ٩٣٦ ٩٣٧ ٩٣٨ ٩٣٩ ٩٤٠ ٩٤١ ٩٤٢ ٩٤٣ ٩٤٤ ٩٤٥ ٩٤٦ ٩٤٧ ٩٤٨ ٩٤٩ ٩٥٠ ٩٥١ ٩٥٢ ٩٥٣ ٩٥٤ ٩٥٥ ٩٥٦ ٩٥٧ ٩٥٨ ٩٥٩ ٩٦٠ ٩٦١ ٩٦٢ ٩٦٣ ٩٦٤ ٩٦٥ ٩٦٦ ٩٦٧ ٩٦٨ ٩٦٩ ٩٧٠ ٩٧١ ٩٧٢ ٩٧٣ ٩٧٤ ٩٧٥ ٩٧٦ ٩٧٧ ٩٧٨ ٩٧٩ ٩٨٠ ٩٨١ ٩٨٢ ٩٨٣ ٩٨٤ ٩٨٥ ٩٨٦ ٩٨٧ ٩٨٨ ٩٨٩ ٩٩٠ ٩٩١ ٩٩٢ ٩٩٣ ٩٩٤ ٩٩٥ ٩٩٦ ٩٩٧ ٩٩٨ ٩٩٩ ١٠٠٠ ١٠٠١ ١٠٠٢ ١٠٠٣ ١٠٠٤ ١٠٠٥ ١٠٠٦ ١٠٠٧ ١٠٠٨ ١٠٠٩ ١٠١٠ ١٠١١ ١٠١٢ ١٠١٣ ١٠١٤ ١٠١٥ ١٠١٦ ١٠١٧ ١٠١٨ ١٠١٩ ١٠٢٠ ١٠٢١ ١٠٢٢ ١٠٢٣ ١٠٢٤ ١٠٢٥ ١٠٢٦ ١٠٢٧ ١٠٢٨ ١٠٢٩ ١٠٣٠ ١٠٣١ ١٠٣٢ ١٠٣٣ ١٠٣٤ ١٠٣٥ ١٠٣٦ ١٠٣٧ ١٠٣٨ ١٠٣٩ ١٠٤٠ ١٠٤١ ١٠٤٢ ١٠٤٣ ١٠٤٤ ١٠٤٥ ١٠٤٦ ١٠٤٧ ١٠٤٨ ١٠٤٩ ١٠٥٠ ١٠٥١ ١٠٥٢ ١٠٥٣ ١٠٥٤ ١٠٥٥ ١٠٥٦ ١٠٥٧ ١٠٥٨ ١٠٥٩ ١٠٦٠ ١٠٦١ ١٠٦٢ ١٠٦٣ ١٠٦٤ ١٠٦٥ ١٠٦٦ ١٠٦٧ ١٠٦٨ ١٠٦٩ ١٠٧٠ ١٠٧١ ١٠٧٢ ١٠٧٣ ١٠٧٤ ١٠٧٥ ١٠٧٦ ١٠٧٧ ١٠٧٨ ١٠٧٩ ١٠٨٠ ١٠٨١ ١٠٨٢ ١٠٨٣ ١٠٨٤ ١٠٨٥ ١٠٨٦ ١٠٨٧ ١٠٨٨ ١٠٨٩ ١٠٩٠ ١٠٩١ ١٠٩٢ ١٠٩٣ ١٠٩٤ ١٠٩٥ ١٠٩٦ ١٠٩٧ ١٠٩٨ ١٠٩٩ ١١٠٠ ١١٠١ ١١٠٢ ١١٠٣ ١١٠٤ ١١٠٥ ١١٠٦ ١١٠٧ ١١٠٨ ١١٠٩ ١١١٠ ١١١١ ١١١٢ ١١١٣ ١١١٤ ١١١٥ ١١١٦ ١١١٧ ١١١٨ ١١١٩ ١١٢٠ ١١٢١ ١١٢٢ ١١٢٣ ١١٢٤ ١١٢٥ ١١٢٦ ١١٢٧ ١١٢٨ ١١٢٩ ١١٣٠ ١١٣١ ١١٣٢ ١١٣٣ ١١٣٤ ١١٣٥ ١١٣٦ ١١٣٧ ١١٣٨ ١١٣٩ ١١٤٠ ١١٤١ ١١٤٢ ١١٤٣ ١١٤٤ ١١٤٥ ١١٤٦ ١١٤٧ ١١٤٨ ١١٤٩ ١١٥٠ ١١٥١ ١١٥٢ ١١٥٣ ١١٥٤ ١١٥٥ ١١٥٦ ١١٥٧ ١١٥٨ ١١٥٩ ١١٦٠ ١١٦١ ١١٦٢ ١١٦٣ ١١٦٤ ١١٦٥ ١١٦٦ ١١٦٧ ١١٦٨ ١١٦٩ ١١٧٠ ١١٧١ ١١٧٢ ١١٧٣ ١١٧٤ ١١٧٥ ١١٧٦ ١١٧٧ ١١٧٨ ١١٧٩ ١١٨٠ ١١٨١ ١١٨٢ ١١٨٣ ١١٨٤ ١١٨٥ ١١٨٦ ١١٨٧ ١١٨٨ ١١٨٩ ١١٩٠ ١١٩١ ١١٩٢ ١١٩٣ ١١٩٤ ١١٩٥ ١١٩٦ ١١٩٧ ١١٩٨ ١١٩٩ ١٢٠٠ ١٢٠١ ١٢٠٢ ١٢٠٣ ١٢٠٤ ١٢٠٥ ١٢٠٦ ١٢٠٧ ١٢٠٨ ١٢٠٩ ١٢١٠ ١٢١١ ١٢١٢ ١٢١٣ ١٢١٤ ١٢١٥ ١٢١٦ ١٢١٧ ١٢١٨ ١٢١٩ ١٢٢٠ ١٢٢١ ١٢٢٢ ١٢٢٣ ١٢٢٤ ١٢٢٥ ١٢٢٦ ١٢٢٧ ١٢٢٨ ١٢٢٩ ١٢٣٠ ١٢٣١ ١٢٣٢ ١٢٣٣ ١٢٣٤ ١٢٣٥ ١٢٣٦ ١٢٣٧ ١٢٣٨ ١٢٣٩ ١٢٤٠ ١٢٤١ ١٢٤٢ ١٢٤٣ ١٢٤٤ ١٢٤٥ ١٢٤٦ ١٢٤٧ ١٢٤٨ ١٢٤٩ ١٢٥٠ ١٢٥١ ١٢٥٢ ١٢٥٣ ١٢٥٤ ١٢٥٥ ١٢٥٦ ١٢٥٧ ١٢٥٨ ١٢٥٩ ١٢٦٠ ١٢٦١ ١٢٦٢ ١٢٦٣ ١٢٦٤ ١٢٦٥ ١٢٦٦ ١٢٦٧ ١٢٦٨ ١٢٦٩ ١٢٧٠ ١٢٧١ ١٢٧٢ ١٢٧٣ ١٢٧٤ ١٢٧٥ ١٢٧٦ ١٢٧٧ ١٢٧٨ ١٢٧٩ ١٢٨٠ ١٢٨١ ١٢٨٢ ١٢٨٣ ١٢٨٤ ١٢٨٥ ١٢٨٦ ١٢٨٧ ١٢٨٨ ١٢٨٩ ١٢٩٠ ١٢٩١ ١٢٩٢ ١٢٩٣ ١٢٩٤ ١٢٩٥ ١٢٩٦ ١٢٩٧ ١٢٩٨ ١٢٩٩ ١٣٠٠ ١٣٠١ ١٣٠٢ ١٣٠٣ ١٣٠٤ ١٣٠٥ ١٣٠٦ ١٣٠٧ ١٣٠٨ ١٣٠٩ ١٣١٠ ١٣١١ ١٣١٢ ١٣١٣ ١٣١٤ ١٣١٥ ١٣١٦ ١٣١٧ ١٣١٨ ١٣١٩ ١٣٢٠ ١٣٢١ ١٣٢٢ ١٣٢٣ ١٣٢٤ ١٣٢٥ ١٣٢٦ ١٣٢٧ ١٣٢٨ ١٣٢٩ ١٣٣٠ ١٣٣١ ١٣٣٢ ١٣٣٣ ١٣٣٤ ١٣٣٥ ١٣٣٦ ١٣٣٧ ١٣٣٨ ١٣٣٩ ١٣٤٠ ١٣٤١ ١٣٤٢ ١٣٤٣ ١٣٤٤ ١٣٤٥ ١٣٤٦ ١٣٤٧ ١٣٤٨ ١٣٤٩ ١٣٥٠ ١٣٥١ ١٣٥٢ ١٣٥٣ ١٣٥٤ ١٣٥٥ ١٣٥٦ ١٣٥٧ ١٣٥٨ ١٣٥٩ ١٣٦٠ ١٣٦١ ١٣٦٢ ١٣٦٣ ١٣٦٤ ١٣٦٥ ١٣٦٦ ١٣٦٧ ١٣٦٨ ١٣٦٩ ١٣٧٠ ١٣٧١ ١٣٧٢ ١٣٧٣ ١٣٧٤ ١٣٧٥ ١٣٧٦ ١٣٧٧ ١٣٧٨ ١٣٧٩ ١٣٨٠ ١٣٨١ ١٣٨٢ ١٣٨٣ ١٣٨٤ ١٣٨٥ ١٣٨٦ ١٣٨٧ ١٣٨٨ ١٣٨٩ ١٣٩٠ ١٣٩١ ١٣٩٢ ١٣٩٣ ١٣٩٤ ١٣٩٥ ١٣٩٦ ١٣٩٧ ١٣٩٨ ١٣٩٩ ١٤٠٠ ١٤٠١ ١٤٠٢ ١٤٠٣ ١٤٠٤ ١٤٠٥ ١٤٠٦ ١٤٠٧ ١٤٠٨ ١٤٠٩ ١٤١٠ ١٤١١ ١٤١٢ ١٤١٣ ١٤١٤ ١٤١٥ ١٤١٦ ١٤١٧ ١٤١٨ ١٤١٩ ١٤٢٠ ١٤٢١ ١٤٢٢ ١٤٢٣ ١٤٢٤ ١٤٢٥ ١٤٢٦ ١٤٢٧ ١٤٢٨ ١٤٢٩ ١٤٣٠ ١٤٣١ ١٤٣٢ ١٤٣٣ ١٤٣٤ ١٤٣٥ ١٤٣٦ ١٤٣٧ ١٤٣٨ ١٤٣٩ ١٤٤٠ ١٤٤١ ١٤٤٢ ١٤٤٣ ١٤٤٤ ١٤٤٥ ١٤٤٦ ١٤٤٧ ١٤٤٨ ١٤٤٩ ١٤٥٠ ١٤٥١ ١٤٥٢ ١٤٥٣ ١٤٥٤ ١٤٥٥ ١٤٥٦ ١٤٥٧ ١٤٥٨ ١٤٥٩ ١٤٦٠ ١٤٦١ ١٤٦٢ ١٤٦٣ ١٤٦٤ ١٤٦٥ ١٤٦٦ ١٤٦٧ ١٤٦٨ ١٤٦٩ ١٤٧٠ ١٤٧١ ١٤٧٢ ١٤٧٣ ١٤٧٤ ١٤٧٥ ١٤٧٦ ١٤٧٧ ١٤٧٨ ١٤٧٩ ١٤٨٠ ١٤٨١ ١٤٨٢ ١٤٨٣ ١٤٨٤ ١٤٨٥ ١٤٨٦ ١٤٨٧ ١٤٨٨ ١٤٨٩ ١٤٩٠ ١٤٩١ ١٤٩

أَنفُسُكُمْ أَمَّا أَفْضَلُ فَنَجِيصٌ وَلِلَّهِ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَدَقَ بَلَاءُ وَصَدَقَ رَسُولُهُ وَصَدَقَتْ الْبَلَاءَةُ أَلَمَّا مَعْبُودٌ
نَجِسَتْهُ وَمَوْجِبُ نَهْدِي وَالْمَرْخَةُ وَذِكْرُ النَّبِيِّ وَعَيْنُ الْحَقِّ لَا أَبْغِي
ضَوَائِدَ وَلَا أَنْكَرُ عِظَاتِكَ هَؤُلَاءِ الْمُسَيِّمُونَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَدْ دَلَوْنِي مَا
تَقْدَرْتُ وَبِإِثْقَالِي مِنْهُمْ أَخَذْتُ مَا أَخَذْتُ لَيْزَ مُكَابِرٍ وَلَا مُسْتَبِيدٍ وَلَا
مُسْتَأْثِرٍ وَهُمْ يَذِيعُونَ شُهُودًا

فَنَشَفَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِقَاسٍ وَقَالَتْ: مَعَاشِرَ مُسَيِّمِينَ
نُشِيرَعَةً لِي قَبِيلِ لِبَاطِلٍ لِبَغْضِيَّةٍ عَلَى الْفِعْلِ الْفَيْسِيحِ الْخَبِيرِ أَفَلَا
يَعْدُكُزُونَ الْفَرَّانَ أَمَّا عَلَى قُيُوبِ أَفْعَالِهَا كَلَّا بَلَّ رَانَ عَلَى قُيُوبِكُمْ مَا
أَسْأَلُكُمْ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُكُمْ فَخَذَّ يَسْمِعَكُمْ وَابْصُرَكُمْ وَتَبَيَّنْ مَا تَأُونُكُمْ
وَسَاءَ مَا بِهِ أَشْرَكُكُمْ وَشَرَّ مَا اغْتَصَبْتُمْ لَتَجِدُنَّ وَاللَّهِ عَمِيَّةً يُغَيِّرُهَا وَغِيَّةً
وَبِيلًا إِذْ كَشَفَ لَكُمْ الْغِطَاءَ وَبَانَ مَا وَرَاءَ مَا مِنْ أَسْبَابٍ وَطَرٍّ وَتَبَا
نَكَمٌ مِنْ زَيْكُمُ مَا تَكُونُوا تَحْتَسِبُونَ وَخَيْرٌ هَدَيْتَ لِمُبِيطُونَ

ثُمَّ عَظَّمَتْ عَلَى قَبْرِ نَبِيِّ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَقَالَتْ:

قَدْ كَانَ بَعْدَتْ أَلَيْدٌ وَهَنْبَةٌ لَوْ كُنْتَ شَاهِدَةً لَمْ تَكُنْ لِحُكْمِ
لَا فَاغْدَاكَ فَقَدْ لَارِضٍ وَابْنُهَا وَخَلَّ قَوْمُكَ فَشَهَدَهُمْ وَلَا تَوَجَّهَ
لَوْ كُلُّ أَهْلِ نَهْ قُوَّةٍ وَمَرَّةٍ عِنْدَ لَوْلَا عَنِ الْأَذْنَبِ مُفْطَرٍ
أَبْدَتْ رِجَالُكَ تَجَوَّى صُدُورُهُمْ لَكِ مَضْمُونَةٌ وَحَسَنَتْ خُوتُكَ لُثْبُ
لَتَجَوَّهَتْ رِجَالٌ وَسُجُفٌ بِهَا لَكِ فُجِدَتْ وَكُلُّ لَارِضٍ مُعْتَصَبٍ
لَوْ كُنْتَ بَدَأَ وَتَوَرَّأَ يَسْتَلْطَفُ بِهِ عَمِيَّتَ يَأْمُرُ مِنْ دِي لَعَرَّةٍ نَكْتَبُ
لَوْ كَانَ جَبْرِيٌّ بِالْأَيَّامِ يُولُسْتُ فَقَدْ فُجِدَتْ وَكُلُّ لَحِيرٍ مُخْتَصَبٍ
لَقِيَّتْ قَبْلَتْكَ كَانَ الْبُتُوكَ دَفَّتْ لَكِ مَضْمُونَةٌ وَحَسَنَتْ خُوتُكَ نَكْتَبُ

ترجمہ

عبداللہ بن حسن نے اپنے والد سے اسٹاؤ کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب ابو بکر اور عمر نے
اس کے چنانچہ نامہ پڑھنے سے فہم نہ کر کے اسے کاجیتہ فیصلہ کر دیا تو آپ کو اس کی اطلاع ملی

تو آپ نے اپنی چادر سر پر اوڑھی، مقتدر کو درست کیا، دراپنے خاندان نیز بنی ہاشم کی خواتین کے حلقہ میں گھر سے باہر تشریف لائیں اس وقت آپ کی چادر کے گوشے زمین پر خطا دے رہے تھے، اور آپ کے چلتے کا انداز بالکل رسول اللہ کے انداز سے مشابہ تھا۔ یہاں تک کہ آپ اس خلیفہ کے پاس پہنچ گئیں جو اس وقت مہاجرین و انصار کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے پھر آپ کے اہران کے درمیان ایک پردہ ڈال دیا گیا اور آپ اس کے پیچھے بیٹھ گئیں اس کے بعد آپ سے ایک ایسی آواز فریاد کی کہ جس سے پورا مجمع ڈل گیا اور ہر طرف گریہ کی آوازیں بلند ہو گئیں اور مجلس پر لرزہ طاری ہو گیا، آپ نے تھوڑی دیر انتظار کیا یہاں تک کہ لوگوں کی ہچکیاں رک گئیں اور رونے کی آوازیں دھیمی پڑ گئیں، آپ نے حمد و ثنائے الہی اور کس کے پیغمبر پر صلوات سے خصلہ کا آغاز کیا جس سے لوگوں کی آواز گریہ و بارہ بلند ہو گئی۔ جب سب خاموش ہو گئے تو آپ نے اپنے مسند کلام کا دوبارہ پوٹ آغاز کیا۔

ساری تشریف اللہ کے لیے ہے اس کے انعام پر اور اس کا شکر ہے اس کے اہم پر۔ وہ قابل شکر ہے کہ اس نے اسے طلبِ نعمتیں دیں اور کھلی نعمتیں دیں اور مسلسل احسانات دیئے جو ہر شمار سے بالاتر، ہر معاوضہ سے بعید تر اور ہر اور کس سے بلند تر ہیں۔

بندوں کو دعوت دی کہ شکر کے ذریعہ نعمتوں میں اضافہ کریں پھر ان نعمتوں کو مکمل کر کے مزید حمد کا مطالبہ کیا اور انھیں ہر یا۔ میں شہادت دیتی ہوں کہ خدا، وحدہ، شریک ہے اور اس کلمہ کی اصل، خدا ص ہے، اس کے معنی دلوں سے پیوست ہیں۔ اس کا مفہوم فکر کو روشنی دیتا ہے۔ وہ حدادہ ہے کہ آنکھوں سے جس کی رویت، زمان سے تعریف اور خیال سے کیفیت کا بیان محال ہے۔ اس سے چیزوں کو بد کسی مادہ اور نمونہ کے پیدا کیا ہے صرف اپنی قدرت اور مشیت کے ذریعہ، اسے نہ تخلیق کے لیے نمونہ کی ضرورت تھی، نہ تصویر میں کوئی قاعدہ تھا سوائے اس کے کہ اپنی حکمت کو مستحکم کر دے۔ اور لوگ اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کی قدرت کا اظہار ہو اور بندے اس کی بندگی کا اقرار کریں۔ وہ تقاضا

مے عبادت کرے تو اپنی دعوت کو تقویت دے۔ چونکہ اس نے اطاعت پر ثواب رکھا اور
محسیت پر عذاب رکھا تاکہ لوگ اس کے غضب سے ڈر رہیں اور جنت کی طرف کھینچ آئیں۔
میں شہادت دیتی ہوں کہ میرے والد حضرت محمد اللہ کے بندے دروس ہیں جن
کو بھیجنے سے پہلے چنا گیا اور بعثت سے پہلے منتخب کیا گیا۔ اس وقت جب مخلوقات پر وہ
غیب میں پوشیدہ اور حجاب عدم میں محو نظر آ رہے تھے مقررین تمہیں آپ مسائل امور
اور حوادث زمانہ اور مقررین کی مکمل معرفت رکھتے تھے۔ اللہ نے آپ کو بھیجا تاکہ اس کے
امر کی تکمیل کریں، حکمت کو جاری کریں اور حتمی مقررین کو نافذ کریں مگر آپ نے دیکھا کہ
ان میں مختلف ادیان میں تقسیم ہیں۔ گ کی چوٹیوں کی پرستش اور حال و چھ کر خدا کے نکار
میں مبتلا ہیں۔ آپ نے غفلتوں کو روشن کیا، دل کی تاریکیوں کو مٹایا، آنکھوں سے پردے
اٹھائے، ہدایت کے لیے قیام کیا۔ لوگوں کو گمراہی سے نکالا۔ (فکری) اللہ ہے پن سے ہدایت
بنایا، دین قیام اور صراط مستقیم کی دعوت دی۔

اس کے بعد اللہ نے انتہائی شفقت و مہربانی اور رغبت کے ساتھ ہمیں بلائی اور اب وہ اس
دنیا کے مصائب سے رحمت میں ہیں۔ ان کے گرد ملنگہ ابراہیم اور رضائے لہی سے اور سر پر رحمت
خدا کا سایہ ہے خدا میرے اس باپ پر رحمت نازل کرے جو اس کا نبی، وحی کا امین مخلوقات میں
منتخب، مصطفیٰ اور مرثیٰ تھا۔

اس پر سلام و رحمت و برکت خدا ہو۔

بندگان خدا تم اس کے حکم کا مرکز، اس کے دین و وحی کے حامل، اپنے نفس پر اللہ کے
میں، اور امتوں تک اس کے پیغام بر ماں ہو۔ تمہارا خیال ہے اس پر تمہارا کوئی حق ہے حالانکہ تم
میں اس کا وہ عہد موجود ہے جسے اس نے بھیجا ہے اور بقیہ ہے جسے وحی خداوندی ہے۔

وہ حد کی کتاب قرآن ناطق قرآن صادق، نور ساطع اور ضیائے روشن ہے جس کی بصیرتیں
نصیایں و اسرار و مضمون ہیں، ظواہر و باطن ہیں اور اس کا اتباع قائل و خشک ہے، وہ قاعدہ رضائے بھی
ہے اور اس کی سماعت ذریعہ نجات ہے۔ سی سے اللہ کی روشن جھٹیں، اسکے واضح فرائض، حقیقی

محرمات روشن بینات کافی دلائل، مدد و نصرت، برائی تعلیمات اور قابلِ رخصت احکام کا انداز ہوتا ہے۔

اس کے بعد خدا نے ایمان کو شرک سے تطہیر، نماز کو تکبر سے پاکیزگی، رکوع کو نفس کی صفائی، روزے کی ریاضاتی پروردہ کو خصوص کے استحکام، حج کو دین کی تقویت، عدل کو دلوں کی تنظیم، ہماری اصالت، ملت کے نظام، ہماری امامت کو تفرقہ سے مان، جہاد کو سلام کی عزت، صبر کو طلب، جر کا معاون، امر یا معروفا کو عموماً مصلحت، والدین کے ساتھ حسن سلوک کو عذاب سے تحفظ، صلہ رحم کو عدوی ریاضاتی، قصاص کو خون کی حفاظت، ایٹے نذر کو معفرت کا سید، ناپ توں کو فریب دہی کا توڑ، حرمت شراب خوردی کو جس سے پاکیزگی، تہمت سے پرہیز کو لعنت سے حفاظت اور ترک سرقہ کو عفت کا سبب قرار دیا ہے، اس نے شرک کو حرم کیا تاکہ ربوبیت سے خلاص پیدا ہو۔ لہذا اللہ سے باقاعدہ ڈرو اور بغیر مسلمان ہوئے نہ مرنے، اس کے امر و نہی کی اطاعت کرو اس لیے کہ اس کے بندوں میں خوف رکھے والے صرف صاحبانِ علم و معرفت ہی ہوتے ہیں۔

لوگو: یہ جان لو کہ میں فاطمہ علیہا السلام ہوں اور میرے باپ محمد مصطفیٰ ہیں۔ یہی اول و آخر کہتی ہوں اور نہ غلط کہتی ہوں نہ بے ربط۔ وہ تمھارے پاس رسول بن کر آئے، اہل پر تمھاری رحمتیں شاق تھیں، وہ تمھاری بھد کی کے حواہاں اور صاحبانِ ایمان کے لیے رحیم و مہربان تھے۔ مگر تم انھیں اور ان کی نسبت کو دیکھو تو تمام عرب میں صرف میرے باپ اور تمام مردوں میں صرف میرے بن عم کو ان کا بھائی پاؤ گے، اور اس نسبت کا یا کہنا میرے پیارے بزرگوار سے کھل کر پیغام صدا کو پہنچایا، مشرکین سے بے پروا ہو کر ان کی گروہوں کو چلا کر اور ان کے سرداروں کو مار کر دین خدا کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت دی۔ وہ مسلسل تلوں و توڑ رہے تھے اور مشرکین کے سرداروں کو سرنگوں کر رہے تھے یہاں تک کہ مشرکین کو شکست ہوئی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

راست کی مسج ہو گئی، حق کی روشنی ظاہر ہو گئی، دین کا مدد و گویا ہو گیا، شیاطین کے ناحقے گناہ ہو گئے، نفاق تباہ ہوا، کفر و فتنہ کی گڑبڑیں کھل گئیں اور تم لوگوں نے ظہرِ احد ص کو ان

روشن چہرہ فاقہ کش لوگوں سے سیکھ لیا، جس سے اللہ نے نبیہات کو دور رکھا تھا اور انھیں حق صہارت عطا کیا تھا تم جہنم کے کنارے پر تھے میرے باپ نے تم کو بچایا، تم ہر اپنی کے لیے مال غنیمت اور ہر دکان کے لیے چنگاری تھے ہر چیز کے نیچے پامال تھے، گندہ پانی پیتے تھے، پتے چرتے تھے، دیسل، روپے تھے، ہر وقت چار طرف سے حملہ کا اندیشہ تھا لیکن خدا نے میرے باپ محمدؐ کے ذریعہ تمہیں ان تمام مصیبتوں سے بچالیا۔

خیر ان تمام باتوں کے بعد بھی جب عرب کے نامور سرکش بہادر اور اہل کتاب کے باغی افراد نے جنگ کی گنگ بھڑکانی تو خدا اے سے بھجوا دیا شیطان نے سینک لکان یا مشرکوں نے منہ کھولا تو میرے باپ نے اپنے بھائی کو اہل حق میں ڈال دیا ورنہ اس وقت تک نہیں پٹتے جب تک ان کے پہلوؤں کو چل نہیں دیا اور ان کے شعلوں کو آتش شمشیر سے بجھا نہیں دیا۔ وہ اللہ کے معاملہ میں زحمت کش اور جدوجہد کرنے والے رسول اللہ کے قریبی، اولیاء اللہ کے سردار، پیرو، نصیحت کرنے والے سچیدار اور کوشش کرنے والے و اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنے والے تھے۔

اور تم عیش کی زندگی، آرام سکون چین کے ساتھ گزار رہے تھے، ہماری مصیبتوں کے منظر اور ہماری خبر بد کے حوالہ تھے۔ تم ثرائی سے منہ موڑ پیتے تھے اور میدان جنگ سے بھاگ جاتے تھے۔

پھر جب اللہ نے اپنے نبی کے لیے امیہ کے گھر اور صفیہ کی منزل کو پسند کر لیا تو تم میں نفاق کی روشنی ظاہر ہو گئی، گراہوں کا مساوی بولنے لگا، اہل باطل کے اوڈھ کی دھاریں بہہ بہہ کر تمہارے من میں آگئیں، شیطان نے سر نکال کر تمہیں آزادی تو تمہیں جانی دعوت کا قبو کرنے والا اور اپنی مار گاہ میں عرت کا طالب پایا۔ تمہیں اٹھایا تو تم ہلکے دکھائی دیے، بھڑکایا تو تم غصہ و رنجایت ہوئے، تم نے دوسروں کے اونٹ پر نشان لگا دیا اور دوسروں کے چشمہ پر وارو ہو گئے حالانکہ ابھی زمانہ قریب کا ہے اور رخ کشادہ ہے جراحات مندمل نہیں ہوئی ہے و

رسولِ قبر میں سو بھی نہیں سکے ہیں۔ یہ جلد بازی تم نے قفس کے خوف سے کی حال تکہ تم قفس ہی میں پڑ گئے اور جہم تو تمام کفار کو محیط ہے۔

افسوس تم پر تنہیں یا ہو گیا ہے، تم کہاں بہک رہے ہو؟ تمھارے ارمین کتابِ حرام موجود ہے جس کے موافق حکامِ آشکار، عدائے روشن، فوائے تابندہ اور اصرامِ نیاں ہیں۔ تم نے اسے جس پشتِ ڈال دیا۔ یا کوئی دوسرے حکم چاہتے ہو تو یہ بہت برا بدل ہے اور جو غیر سلام کو دین بنائے گا اس سے وہ قیوس بھی نہ ہو گا اور سخت میں خسارہ بھی ہو گا۔

اس کے بعد تم نے صرف اتنا انتظار کیا کہ اس کی نفرت سائن ہو جائے اور مہارِ اُچھلی ہو جائے پھر آتشِ جنگ کو روشن کر کے شعلوں کو بھڑکانے لگے شیطان کی تو پر ہیک کہنے اور ویں کے انوار کو خاموش کرنے اور سنتِ پیغمبر کو برباد کرنے کی کوششیں شروع کر دیں تم پانی مٹے ہوئے دودھ کو بار بار پینے میں اپنی سیری بکھتے ہو اور رسول کے اہل و عیبتا کے لیے پوشیدہ ضرر رسائی کرتے ہو۔ ہم تمھاری حرکات پر یوں صبر کرتے ہیں جیسے چھری کی کاٹ اور نیزے کے زخم پر۔ تمھارا اختیار ہے کہ میرا میراث میں حق نہیں ہے۔ کیا تم جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہو، جب کہ ایمان والوں کے لیے اللہ سے بہتر کوئی حاکم نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے ہو؟ جی ہاں! تمہارے لیے رور روشن سے زیادہ عیاں ہے کہ میں ال کی پارہ جگر ہوں۔ اے مسلمانو! کیا مجھے میری میراث سے محروم کر دیا جائے گا؟

اے ابو بکر! کیا قرآن میں یہی ہے کہ تو اپنے باپ کا وارث بنے اور میں اپنے باپ کی وارث نہ بنوں۔ یہ کیسا افتراء ہے؟

کیا تم نے قصداً کتابِ خدا کو جس پشتِ ڈال دیا ہے جب کہ اس میں سیمائے کے وارثِ دائرہ دہوتے کا ذکر ہے۔

اور جنابِ اکرمیائی یہ دعا خدا یا مجھے ایسا ہی دیدے جو میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو۔

اور یہ علالت ہے قرابتدار بعض بعض سے اولیٰ ہیں۔

اور یہ ارشاد ہے خدا اور اے بابرے میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہے کہ ڈاکے کو لڑکی کا وگنا ملے

۱۲۱

اور یہ تعلیم ہے کہ مرے والد اپنے والدین اور اقربا کے مارے میں وصیت کرے۔ یہ متقین کی

دُمداری ہے۔ ۱۲۲

اور تمہارا خیال ہے کہ نہ میر کوئی حق ہے اور نہ میرے باپ کی کوئی میراث ہے اور نہ میری کوئی قربند ری ہے۔ کیا تم پر کوئی خاص تیت نازل ہوئی ہے جس میں میرا باپ شامل نہیں ہے؟

یا تمہارا کہن یہ ہے کہ میں اپنے باپ کے مذہب سے الگ ہوں، اس لیے ارث نہیں ہوں کیا تم عام و خاص قرآن کو میرے باپ اور میرے ابن علم سے زیادہ جانتے ہو۔ خیر ہوشیار ہو جاؤ۔ حج تمہارے سامنے دو تمہرے سیدہ ہے جو کل تم سے قیامت میں ملے گی جب اللہ عام اور محمد طالب حق ہوں گے۔ موعود قیامت کا ہو گا اور نہ مدت کسی کے کام نہ آئے گی اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہو گا۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس رسول کن حد سب آتا ہے اور کس پر مصیبت نازل ہوتی ہے۔

اس کے بعد آپ انصار کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: اے جو اس مرد گردہ ملت و قوم کے بازو! اسلام کے ناصر و!

یہ میرے حق سے چشم پوشی میری ہمدردی سے غفلت کیسی ہے؟ کیا وہ رسول میرے باپ نہ تھے جنہوں سے یہ کہا تھا انسان کا تحفظ اس کی اولاد میں ہوتا ہے۔ تم نے بہت جلدی خوف زدہ ہو کر یہ اقدام کیا حالانکہ تم میں وہ حق، اس کی طاقت تھی جس کے لیے میں کو شال ہوں، وہ قوت تھی جس کی میں طالب ہوں، دو میں ہوں۔ کیا تمہارا یہ بہانہ ہے رسول کا انتقال ہو گیا ہے، تو یہ تو بہت بڑا حادثہ رد نہ ہو گیا ہے، جس کا رخند وسیع، شکاف کشادہ ہو گیا ہے، زمین ان کی نصیبت

۱ سورہ انفال ۵۷

۲ سورہ ۱۰۳

۳ سورہ بقرہ ۸۰

سے تاریک، ستارے بے نور، میدانیں ساکن، پہاڑ سرنگوں، حریم رائل اور حرمت برہا ہو گئی ہے۔ یقیناً یہ بہت بڑا حادثہ اور بہت عظیم مصیبت ہے، نہ ایسا کوئی حادثہ ہے اور نہ سانحہ۔ خود قرآن کے تمھارے گھروں میں صبح، شام بہ آواز بلند تلاوت و اعلان کے ساتھ اعلان کر دیا تھا کہ اس سے پہلے جو انبیاء پر گزرا وہ اہل قلم تھا اور حتیٰ قضا تھا اور یہ بھی ایک رسوا ہیں جنہیں موت آئے گی تو کیا تم اٹنے پاؤں پٹ جاؤ گے؟

ظاہر ہے کہ اس سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہو گا اور وہ اہل شکر کو جزا دے کے رہے گا ہاں اسے انصاف کیا تمھارے دیکھتے سنتے اور تمھارے مجمع میں میری میراث، ضمہ ہو جائے گی؟ تم تک میری آواز بھی پہنچی، تم پر خبر بھی ہو۔ تمھارے پاس اشخاص، اسباب، آلات، قوت، سلعہ اور سپہ سب کچھ موجود ہے۔ لیکن تم نہ میری آواز پر لبیک کہتے ہو، اور نہ میری فریاد کو پہنچتے ہو، تم تو مجاہد ہو، خیر و صلاح کے ساتھ معروف ہو، منتخب روزگار اور سرآمد زندہ تھے، تم نے عرب سے جنگ میں رنج و تعب اٹھایا ہے، امتوں سے لکرے ہو شکروں کا مقصد یہ ہے، ابھی ہم دونوں اسی جہد میں تھکی چلے گئے۔ زمانہ کا وہ نکال بیٹ گیا، شرک کے خرابے پست ہو گئے، افتر کے کورے دب گئے، کفر کی آگ بجھ گئی، فتنہ کی دعوت خاموش ہو گئی، دین کا نظام مستحکم ہو گیا، تو اب تم اس وضاحت کے بعد کہاں چلے گئے اور اس ملن کے بعد کیوں پر وہ پوشی کر لی؟

آگے بڑھ کے قدم کیوں پیچھے ہٹائے؟

ایمان کے بعد کیوں شرک ہوئے جا رہے ہو؟

برہو اس قوم کا جس نے اپنی قسموں کو عہد کرنے کے بعد توڑا اور رسوں کو نکالنے کی فکر کی اور پہلے تم سے مقابلہ کیا، کیا تم ان سے ڈرتے ہو جب کہ خوف کا مستحق صرف خدا ہے۔ اگر تم ایمان دار ہو۔

خبردار میں دیکھ رہی ہوں کہ تم داغی پستی میں گر گئے اور تم نے بہت و شواہ کے صحیح حق دار کو دور کر دیا، آرم طلب ہو گئے اور تنگی سے وسعت میں آ گئے، جو نہ تھا اسے چھینک دیا اور جو

بادیٰ خود اسے نکل بیٹھا ہے اسے اٹھل دیا۔ حیرتمند یہ گرساری دینا بھی کافر ہو جائے تو اللہ کو کسی کی پروا نہیں ہے۔ خیر مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی، تمہاری بہ رخی اور بے وفائی کو جاننے ہوئے جس کو تم لوگوں نے شہکار بنالیا ہے۔ لیکن یہ تو ایسا دل گرفتگی کا نتیجہ اور غضب کا ظہار ہے، ٹوٹے ہوئے دل کی آواز ہے، ایک تمام جست ہے چاہے تو اسے ذخیرہ کر لو۔ مگر یہ بیٹھ کا ذخیرہ ہے، پیروں کا ٹھکانہ ہے۔ دست کی بقا اور غضب حد اور حد مت دینی سے موسوم ہے اور اللہ کی اس بھڑکتی آگ سے متصل ہے جو دلوں پر روشن ہوتی ہے۔ خدا تمہارے کرمات کو دیکھ رہا ہے اور عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیسے پکڑے جائیں گے۔

میں تمہارے اس رسول کی بیٹی ہوں جس نے عذاب شدید سے ڈر لیا ہے۔
بہتم بھی عمل کرو میں بھی عمل کرتی ہوں۔

تم بھی انتظار کرو اور میں بھی وقت کا نظارہ کر رہی ہوں۔

اس کے جواب میں ابو بکر (عبداللہ بن عثمان) نے لوگوں کو مگر اور غافل کرنے کے لیے یوں تقریر شروع کی تاکہ اپنے موقف کو بچا سکے۔

دختر رسول خدا! آپ کے باپا مومنین پر بہت مہربان۔ رحم و کرم کرنے والے اور صاحب عطوفت تھے۔ وہ کافروں کے لیے دردناک عذاب و سخت ترین قہر الہی تھے۔ اگر ہم ان کی نسبتوں پر غور کریں تو وہ تمام عورتوں میں صرف آپ کے باپ تھے اور تمام چاہنے والوں میں صرف آپ کے شوہر کے چاہنے والے تھے اور انھوں نے بھی ہر سخت مرحلہ پر نبی کا ساتھ دیا ہے۔ آپ کا دوست نیک بخت و سعید انسان کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور آپ کا دشمن شقی اور بد بخت کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔

آپ رسول اکرم کی پاکیزہ عورت! ران کے منتخب پسندیدہ افراد ہیں۔ آپ ہی حضرت راہِ خیر میں ہمارے رہنما اور جنت کی طرف ہمیں لے جانے والے ہیں۔ اور خود آپ اس تمام خواتینِ عالم میں منتخب اور خیر الانبیاء کی دختر۔ یقیناً اپنے کلام میں صادق اور کمال عقل میں سب پر مقدم ہیں۔ آپ کو نہ آپ کے حق سے روکا جاسکتا ہے نہ آپ کی صداقت کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

مگر خدا کی قسم میں نے رسول کی رُسے سے عداوت نہیں کیا ہے اور نہ کوئی کام ان کی جائزت کے بغیر کیا ہے۔ درمیر کا وہاں قافلہ سے خیانت بھی نہیں کر سکتا ہے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہی گواہی کے لیے کافی ہے کہ میں نے خود رسول اکرمؐ سے سنا ہے کہ ہم گروہ حیا سے چاندی اور خانہ و جانک و کالائک نہیں بناتے ہیں۔ ہماری رشت کتاب، حکمت، علم و نبوت ہے اور جو کچھ مال دیا ہم سے بچ جاتا ہے اور ہمارے بعد وہ دھرم کے اختیار میں ہوتا ہے۔ وہ جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہے۔

اور میں نے آپ کے قریب مظلوم موال کو سامان جنگ کے لیے مخصوص کر دیا ہے جس کے ذریعہ مسلمان کفار سے جہاد کریں گے اور سرکش فاجروں سے مقابہ کریں گے اور یہ کام مسلمانوں کے اتفاق رائے سے کیا ہے۔ (ابن ابی نعیم نے شرح فتح البیان میں ج ۱۶، ص ۲۲ میں تحریر کیا کہ جب بکر کے علاوہ کسی نے سگی میراث فاطمہؑ کے حوالے سے کوئی حدیث نقل نہیں کی ہے، ملاحظہ ہو، ص ۲۲۸ و ۲۲۹، سیوطی نے تاریخ خفاء، ص ۳ میں، ابو القاسم بھوی اور ابو بکر شافعی نے فوائد میں اور ابن عساکر نے عاشر سے نقل کیا ہے، کہ عاشر نے کہا کہ میراث فاطمہؑ کے سلسلہ میں اختلاف ہے، اور اس کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہے)۔ یہ تہا میری رائے نہیں ہے اور نہ میں نے ذاتی طور پر سنا ہے۔ یہ میرا ذاتی مال اور سرمایہ آپ کے لیے حاضر ہے اور آپ کی خدمت میں ہے جس میں کوئی کوتاہی نہیں کی جاسکتی ہے۔

آپ تو اپنے باپ کی امت کی سردار ہیں اور اپنی اولاد کے لیے شجرہ طیبہ ہیں۔ آپ کے فضل و شرف کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے اور آپ کے صل و فروع کو گریہ نہیں جاسکتا ہے۔ آپ کا حکم تو میری تمام احکام میں بھی نافذ ہے تو کیسے ممکن ہے میں اس معاملہ میں آپ کے مافیہ مخالفت کر دوں۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ زہراؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! نہ میرا باپ حکام خدا سے روکنے والا تھا اور نہ اس کا مخالف تھا۔ وہ تجارت قرآن کا اتباع کرتا تھا اور اس کے سوروں کے ساتھ چلتا تھا۔ یہ تم

لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ بنی خداری کا لازم اسکے سرؤں دو۔ یہ ان کے عقائد کے بعد ایسی ہی ساریں ہے جیسی ان کی زندگی میں کی گئی تھی۔

دیکھو یہ کتاب خد حاکم عادل اور قول فیصل ہے جو عدالت کر رہی ہے کہ حدایہ وہ وہی دیدے جو میر ابھی وارث ہو اور آل یعقوب کا بھی وارث ہو اور سیدنا، دو دو کے وارث ہوئے۔

خد نے عزہ جل نے تمام حصے اور فرائض کے تمام احکام بیان کر دیے ہیں جہاں لڑکوں اور عورتوں کے حقوق کی بھی وضاحت کر دی ہے اور اس طرح تمام مل باطل کے بہانوں کو باطل کر دیا ہے اور قیامت تک کے تمام شبہات و رنجانات کو ختم کر دیا ہے۔ یقیناً یہ تمام لوگوں کے نفس نے یہ بات گڑھ لی ہے تو اب میں بھی صبر جمیل سے کام لے رہی ہوں اور اللہ ہی تمہارے پیارات کے بارے میں میرا کارہ ہے۔ اس کے بعد ابو بکر نے پھر تقریر شروع کی، اللہ، رسول، و رسول کی بیٹی سب سچے ہیں۔ آپ صکت کے معاد، ہدیت و رحمت کا مرکز، دیں کے رک، حجت خد کا سرچشمہ ہیں۔ میں نہ آپ کے حرف راست کو دور پھینک سکتا ہوں ورنہ آپ کے بیان کا انکار کر سکتا ہوں، مگر یہ ہمارے در آپ کے سامنے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے مجھے خلافت کی ذمہ داری دی ہے اور میں نے ان کے تعاقب رائے سے یہ عہدہ سنبھالا ہے۔ اس میں نہ میری بڑائی شامل ہے نہ خود رائی ورنہ شوق حکومت۔ یہ سب میری اس بات کے گواہ ہیں۔ یہ ابو بکر کی پہلی کشش تھی جس میں انہوں نے مسلمانوں کے جذبات و رائے کی رائے کو حضرت زہرا کی نصرت سے منحرف کیا ورنہ اس کے لیے انہوں نے امت کی صلاح و علاج اور سنت رسول کے اتباع کا حوالہ دے کر اسے عامہ کو اپنی طاہرہ داری کے لیے رچہ گرہاؤ کیا۔

جیسے سن کر جناب قاضی رہبر آلوگوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: اے گروہ مسلمین! جو حرف باطل کی طرف تیزی سے سبقت کرتے ہوئے اور فعل قبیح سے چشم پوشی کرے وہ اسے ہو۔ کیا تم قرآن پر غور نہیں کرتے ہو اور کیا تمہارے دلوں پر کتاب پڑے ہوئے

ہیں۔ یقیناً تمھارے اعمال نے تمھارے دلوں کو رنگ کر دیا ہے۔ در تمھاری سماعت اور بصارت کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔ تم نے بدترین تاویل سے کام لیا ہے۔

”بدترین راستہ کی نشان دہی کی ہے“ در بدترین معاوضہ پر سودا کیا ہے۔ غفر رب تم اس بوجھ کی سنگینی کا احساس کرو گے اور اس کے انجام کو بہت دردناک پڑے گے جب پر وے اٹھائے جائیں گے اور جس پردہ کے نقصانات سامنے آجائیں گے اور خدا کی طرف سے وہ چیزیں سامنے آجائیں گی جن کا تمھیں ہم گمان بھی نہیں ہے اور اہل باطل خسارہ کو برداشت کریں گے۔

اس کے بعد قبر تغیرِ گلرخ کر کے فریاد کی بنا آپ کے بعد بڑی بڑی فتنیں سامنے آئیں گی۔ گر آپ سامنے ہوتے تو مصائب کی یہ کثرت نہ ہوتی۔ ہم نے آپ کو ویسے ہی کھو دیا جیسے زمین ابر کرم سے محروم ہو جاوے اور اب آپ کی قوم بالکل ہی مخرب ہو گئی ہے

ذرا آپ آکر دیکھ تو میں دنیا کا جو خداوندانِ خدا کی نگاہ میں قرب و منزلت رکھتا ہے وہ دوسروں کی نگاہ میں محترم ہوتا ہے مگر ہمارا کوئی احترام نہیں ہے کچھ لوگوں نے آپ کے کیوں کا اس وقت اظہار کیا جب آپ اس دنیا سے چلے گئے اور میرے اور آپ کے درمیان خاکِ قبر حائل ہو گئی۔ لوگوں نے ہمارے اوپر جو کم کریا اور آپ کے بعد کم کرے قدر و قیمت سمجھ کر ہماری میراث کو ہضم کر لیا۔

آپ کی حیثیت یک بدر کامل اور نور مجسم کی تھی جس سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اور آپ پر رب عزت کے پیغامات نازل ہوتے تھے۔

جبرئیل آیاتِ الہی سے ہمارے لیے سامانِ انس فرما کر جاتے تھے مگر آپ کیا گئے کہ ساری نیکیاں جس پردہ چلی گئیں۔ کاش مجھے آپ سے پہلے موت آگئی ہوتی اور میں آپ کے اور اپنے درمیان خاک کے حائل ہونے سے پہلے مر جاتی ہوتی۔

نوٹ: خطبہ فدک کا ترجمہ ”بنا یور ایجنسی“ سے ماخوذ ہے۔ شائع کردہ تاریخ

۱۳ اپریل ۲۰۱۴ء دوپہر (۳۰:۳۰) نیوز کوڈ (۶۰۰۶۵۸)

خطبہ فدک اور شیخین

حرف حق عدالت بالکل تہ بالا ہو گئی، لوگ منتشر ہو گئے، ہر طرف آوازیں بلند ہو گئیں لوگوں کی زبان پر صرف شہزادی کے خطبے کا ذکر رہتا۔ چنانچہ اس کے ثرات کو دہانے کے لیے خلیفہ نے طاقت اور حکومت کا سہارا لیا۔

ردایت میں ہے کہ جب حنیفہ نے لوگوں پر شہزادی کے خطبہ کا یہ اثر دیکھا تو عمر سے کہا: تیرے دونوں ہاتھ کھل ہو جائیں اگر تو نے مجھے چھوڑ دیا ہوتا تو تمہارا پیاز بگڑ جاتا؟ نہ جانے کتنے بے وقوف مر گئے اور کتنے شکاف پھیل گئے۔ کیا وہ ہم سے زیادہ حق دار نہیں تھے؟

خلیفہ دوم نے جواب دیا: اس سے تو تمہاری حکومت کمزور ہو جاتی اور تم سب کی رسوائی تھی اور مجھے تو صرف تمہارا خیال تھا۔

انھوں نے کہا: تم پروے ہو! پیغمبر ﷺ کی بیٹی کا کیا جواب دیں؟ سب لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کس چیز کی طرف دعوت دے رہی ہیں، اور ہم نے کیا کیا گل کھلائے ہیں؟
عمر ابن خطاب نے کہا: یہ تو یک ریل تھا جو گزر گیا، ایک گھڑی تھی جو چلی گئی اور یہ تو ایسے ہی سے جیسے کچھ تھائی نہیں۔

خلیفہ دس نے ان صاحب کے مندرجے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا: اسے عمر اتم نے کتنی مشکلات آسان کر دی۔ پھر نماز جماعت کا اعلان ہو اور تمام لوگ جمع ہو گئے، اور ان صاحب سے منبر پر چار یہ تقریر کی:

اے لوگو! ہر نقص نکالنے والی طرف یہ جھکاؤ کیسا ہے؟ رسول اللہ کے زمانے میں یہ سب باتیں کہاں تھیں؟ یاد رکھو جو جن رہا ہے وہ بیان کر اے جو موجود ہے وہ دوسروں کو بتا دے یہ وہ مومنی ہے جس کے ساتھ کسی کی دم چمکی ہوئی ہے ہر قسم کی جڑیکی ہے جو یہ کہتا ہے میں کو کمزور ہوئے کے بعد تیار بنا کر مضبوط کر دے یہ کمزوروں سے مدد مانگتے ہیں عورتوں کی نصرت حاصل کرتے ہیں اس مومنی کی طرح جو اپنے گھر ۷۰ کے لیے بغاوت ہی پسند کرتی ہے یاد رکھو اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں اور اگر کہوں گا تو کچھ بھی کہہ دوں گا و شک میں سکتے ہوں جب تک مجھے خاموش رہنے دیا گیا۔

پھر وہ انصار کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

اے گروہ انصار! مجھے تمہارے مانوں کے بارے میں معلوم ہو ہے اور جو رسول اللہ کے ساتھ رہا میں تم سب سے زیادہ حقدار ہوں وہ تم لوگوں کے پاس آئے تو تم نے انہیں ینہ دی ان کی نصرت و مدد کی یاد رکھو کہ جو شخص ہماری نظر میں کسی چیز کا مستحق نہیں ہے میں اس کو ہرگز اپنے ہاتھ یا زباں سے وہ چیز عطا نہیں کر سکتا پھر وہ منبر سے نیچے اتر آئے۔

بن ابی الحکم یہ معذرتی کہتے ہیں کہ میں نے یہ ظلم تقیب بن ابی جعفر بن ابی نعیم بن ابی زید بصری کے سامنے پڑھا اور ان سے کہا کہ یہ کس سے کہنا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: بلکہ صاف صاف کہہ رہے ہیں۔

میں نے کہا: اگر انہوں نے صاف صاف کہا ہوتا تو میں آپ سے سوال نہ کرتا۔

وہ فرمے اور کہا: علی بن ابی طالب کے بارے میں۔

میں نے کہا: انصار نے اس کا کیا جواب دیا؟

انہوں نے کہا: وہ حضرت علیؑ کی مات پر تیار ہو گئے لیکن آپ حالات کے بڑ جانے کی بنا پر خوف زدہ ہو گئے اور انہیں اس سے منع کر دیا۔

بس ابی، حدید المعترف اپنی کتاب شرح فتح بلاء میں دوسری جگہ پر تحریر کرتے ہیں کہ:
میں نے مدد سے عربیہ بغداد کے مدرس ابن لغاری سے پوچھا، کیا فاطمہ ؑ و قلاطی تھیں؟
انہوں نے کہا: ہاں!

میں نے کہا: تو پھر یو بکر صاحب نے ان کو فدک کیوں واپس نہیں کیا تھا جب کہ وہ
ان کے نزدیک بھی صادق تھیں؟

یہ سنکر وہ مسکرائے اور انہوں نے ایک حسین اور پر مبالغہ بات کہی کہ اگر وہ آج صرف ان کے
دعویٰ کی بنا پر فدک ان کے حوالے کر دیتے تو وہ اگلے روز ان کے پاس پھر شریف تہیں اور
اپنے شوہر کے لیے خلافت کا دعویٰ پیش کرو تہیں اور ان کے مقام سے ہٹا دیتے: اور پھر
ان کے لیے کسی قسم کے عدالتی گنجائش باقی نہ رہتی، کیونکہ انہوں نے خود اپنے قلم سے صادق
لکھا ہے ہذا اب وہ جو دعویٰ بھی کرتے، اس کے لیے کسی جینہ اور گونجی ضرورت نہیں تھی۔

خفیہ اول کی شہ طر انہ چال

نشست ختم ہو گئی۔ پھر بھی صحابہ رسول کے درمیان جناب فاطمہ ؑ و ہر کے خطبہ فدک کے سلسلے میں باتیں جاری تھیں۔ خفیہ دس۔ اپنے دوست عمر سے کہا: تم نے مجھے فدک دینے سے منع کیا اور مجھے ایسے سنگین حالات میں لڑ کر کھڑا کر دیا۔ ابھی ویر نہیں ہوئی ہے ہمیں پتہ اس عمل سے مارا جانا چاہئے۔

جناب عمر نے جواب دیا: یہ کام تمہاری حکومت کو کمزور کر دے گا اور تمہاری توہین کا سبب قرار پائے گا۔ اس بات کو اچھی طرح جاں کوک میں تمہارا خیر اخلاقی اور ہمدردی ہو۔
ابو بکر نے کہا: پھر لوگوں سے کیسے سمایا جائے؟

عمر نے کہا: یہ خدمات وقتی ہیں اور چند دن بعد ختم ہو جائیں گے، ایسے کہ جیسے تھے ہی نہیں! جو گنڈر چکا، گنڈر چکا اور گویا ختم ہو گیا۔ تم ہمارے زکوٰۃ دو، ہر بالمعروف اور بنی عن اسکر کرو، مسلمانوں کے بیت المال میں ضاف کرو اور صدقہ رحمی سے پیش آؤ۔ اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿مَنْ جَاءَكَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِمَالٍ فَبِهِنَّ مَسْتَقِيمٌ ذِكْرٌ لِّكَ يَوْمَئِذٍ الْيَسَارِ ۝﴾
کرو دینے والی ہیں اور یہ ذکر خدا کرنے والوں کے لیے ایک نصیحت ہے۔

اللہ کا فرمان ہے: ﴿يَتَذَكَّرُونَ لِقَاءَ رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔

اللہ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وَسَيَسْأَلُكَ رَبُّكَ عَنْ هَذِهِ قُلْ طَعِمْتُ أَلْفَ نَفْسٍ مِّنْ دُونِهَا وَسَيُخَوِّفُهُمُ اللَّهُ فَسْتَغْفِرُوا لِمَا تَكُونُونَ﴾

وہ لوگ وہ ہیں کہ جب کوئی نمایاں گناہ کرتے ہیں یا اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد رکھ کے اپنے گناہوں پر استغفار کرتے ہیں۔

خفیہ اوس نے عمر کے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا: شاباش تم نے کتنی بڑی مشکل حل کر دی! اس نے نماز کے لیے لوگوں کو بول دیا، لوگ جمع ہوئے، وہ منبر پر گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور کہا:

اے لوگو! یہ دوزخیں و فریادیں! ہر کہنے والے کچھ آرزوئیں رکھتا ہے۔ یہ آرزوئیں رسول اللہ کے عہد میں کہاں تھیں، جس نے سنا ہے وہ پوچھے، جس نے مشاہدہ کیا ہے وہ گواہی دے یہ مطالبہ اس سوزی جیسا ہے جس کی گواہی خود اس کی دم ہو۔ اگر میں چاہتا تو میں کہہ سکتا تھا اور اگر زبان کھول تو بہت سے سر راہ جمع کرویتا۔ لیکن میں خاموش رہا۔“

۱] سورہ مدثر ۳۹

۲] سورہ آل عمران ۱۳۵

۳] انساب الاشراف ج ۱ ص ۲۸۸، تاریخ الطبری ج ۱ ص ۲۸۸، تاریخ الخلفاء ج ۱ ص ۱۳۹، ۱۴۰

ام سلمہؓ کی حمایت

اسی وقت آپؐ نے دروازہ سے اپنا سر نکال اور کہا:

سے خلیفہ آیا یہ گفتگو اس خاتون کے سب سے میں ہے جسے فاطمہؓ کہتے ہیں جو انسانوں کے درمیان حور ہیں اور جس نے دامن پیغمبرؐ میں پرورش پالی ہو۔ فرشتوں سے مصافحہ کیا ہو یا کیزہ گو د میں پرورش ملی ہو اور عہد نبوت میں ہوش سنبھالا ہو؟ کیا اس مات کا لگان کرتے ہو کہ رسولؐ اس دم سے آپؐ کو میراث سے محروم رکھا اور خود انہیں اطلاع نہیں دی؟
 ۱۰ حالانکہ آپؐ عاتین میں سب برتر خاتون ہیں اور بہترین جو ان کی ماں ہیں آپؐ جناب مریم کے ہم پند ہیں۔ آپؐ کے والد گرامی خاتم الانبیاءؐ ہیں خدا کی قسم! رسولؐ خدا جناب فاطمہؓ کو گرمی اور سردی سے محفوظ رکھتے تھے۔۔۔ عقل سے ناخن بوری حقیر کرد، پیغمبرؐ جاؤا گویا بھی رسولؐ خدا تمہاری نظروں کے سامنے موجود ہیں۔ خدا ہی تم خدا کے یہاں حاضر ہو گئے اور اپنے کئے کا نتیجہ بھی دیکھ دو گئے۔

جناب ام سلمہؓ کو حضرت فاطمہؓ کی حمایت کے سبب یک برس تک انہیں اپنے حقوق سے محروم رکھا گیا۔

فدک غصب کرنے کے اسباب

حاکم وقت کا جناب فاطمہ رہا اُسے فدا لینا محض یہاں غیر شرعی عمل ہی نہیں بلکہ اس کے پس پردہ کئی اسباب و علل بھی موجود تھے۔

[۱] اس عظیم ملکیت سے محروم کر کے ال بیت علیہم السلام کی اقتصادی ماکہ بندی کرنا تھا تاکہ آپ اپنے گھر کی مالی مسائل میں الجھ جائیں اور آواز حق بلند نہ کر سکیں۔

[۲] حکومت کی ماگ دوڑ سنبھالنے میں اقتصادی ت کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ لہذا آپ کے اقتصادی ت کو کمزور کرنا اور اصل حضرت علیؑ کی خلافت کو کمزور کرنا تھا۔

[۳] جیسا کہ خلیفہ دوم نے خلیفہ اول سے اپنی گفتگو میں کہا تھا کہ لوگ دنیا کے غلام ہوتے ہیں، نہیں صرف مال و دوست سے سروکار ہوتا ہے۔ لہذا تم علیؑ سے نفرت، مال غنیمت اور باغ فداک لے کر جب نہیں لوگ خانہ تھوڑے دیکھیں گے تو تمہاری طرف مائل ہو جائیں گے۔

[۴] حضرت علیؑ کی دست میں خلافت و رست مسند کی رہبری سنبھالنے کے مکمل شرائط پائے جاتے تھے۔ ساتھ ساتھ تانہا ک ماضی، پیغمبرؐ سے قربت، رسول اللہ کا آپ کے لیے خلیفہ بنانے کا اعلان، علم، تقویٰ، شجاعت اور عداوت کا پایا جانا۔ یہ وہ تمام حقائق تھے جس سے کبھی بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اقتصادی طاقت ہوتی تو خلافت کے دعو کی تمام وہی میں

قدرے آسانیاں ہو جائیں۔ اس لیے انہوں نے آپ سے باغ فدک لے لیا تاکہ آپ خلافت تک رسائی نہ کر سکیں چونکہ خلافت کے لیے اقصادی استحکام کا ہونا بہت ہی ضروری ہے۔

خاتمہ

باغ فدک نور اسلام کے چمکنے سے قبل یہودیوں کے تصرف میں تھا لیکن نور اسلام کی تباہی اور خیر میں مسلمانوں کی فتح عظیم کے باعث اہل فدک نے اسے رسول اسلام کو بخش دیا۔ اس طرح وہ آپ کی ذاتی ملکیت میں آ گیا۔ اس لیے کہ اس کے لیے مسلمانوں نے کوئی جانفشانی نہیں کی تھی۔ آپ نے اسے اپنی اکلوتی بیٹی جناب فاطمہ زہرا کو ہبہ کر دیا مگر آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی اسے زیرِ ستم قرار دے دیا گیا اور غیروں نے اس پر اپنا قبضہ بجالایا۔ جب آپ اپنے حق کے مطالبہ کی خاطر تشریف لے گئیں تو خلیفہ وقت نے اپنے کالے کر تو توں پر پروہ ڈالنے کے لیے بے تکی تاویلات کا سہارا لیا مگر آخر کار حق کے سامنے گھٹنے ٹیکنا ہی پڑے لیکن فدک کا واپس نہ کرنا شاید دو اسباب کے تحت رہا ہو۔

اول: فدک کا واپس کرنا یعنی جناب فاطمہ ؑ زہرا کی قول کی تصدیق کرنا اور اپنے سارے دلائل سے نقاب ہٹانا تھا۔ اس طرح پہلے ہی مرحلہ میں خلافت کی بنیاد کمزور پڑ جاتی اور عوام الناس کا حاکم وقت کی باتوں اور فیصلوں سے اعتماد اٹھ جاتا جو کہ مستقبل کے لیے بہت ہی بڑا نقصان ہوتا۔

دوم: غصب فدک اور غصب خلافت دونوں ایک دوسرے کا انوٹ حصہ ہیں۔ اگر فدک حقیقی وارث کو پہنچ جاتا تو پھر خلافت سے ہاتھ دھوٹا پڑتا۔ کیونکہ اگر مسئلہ فدک میں

آپ کی صداقت قبول کر لیتے تو پھر مسئلہ خلافت میں اس کا انکار ناممکن ہو جاتا۔ اسی لیے فدک کو واپس نہیں کیا گیا۔

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک حقیقت کو پوشیدہ کرنے کے لیے حاکم وقت نے کیا کیا گلے کھلائے۔ جعلی حدیث، معصوم اور سچوں کی گواہی کی تردید، جھوٹی حدیث کو محکم آیات و روایات پر ترجیح۔ گویا ایک جھوٹ چھپانے کے لیے ستر جھوٹ بولنا جس کے باعث اسلام تو ہاتھ سے گیا ہی ساتھ ہی ساتھ سارے نفاقی کردار کا بھی پردہ فاش ہو گیا کہ اسلامی لبادہ میں جو کفر کا مجسمہ چھپا ہوا تھا، معصومہ کو یمن سلام اللہ علیہا نے اسے اپنے محکم اور متقن براہین سے بے نقاب کر دیا۔

